(کاشی رام پریس لاہور میں باہتمام دیوا چند مینیجر چھپی)

دیباچہ

تمتع زہر گوشہ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

میری عادت ہے کہ مطالعہ کے وقت ہمیشہ پنسل پاس رہتی ہے - جہاں کہیں کوئی دلچسپ بات دیکھی - حاشیہ پر نشان کردیا - یہہ ان ہی نشان شدہ مقامات کی جمع آوری ہے اور بس - کوئی ترتیب یا تبویب ملحوظ نہیں رکھی گئی - تاہم اُمید ہے کہ گلستانِ ادب کے پھولوں کا یہہ گلدستہ اصحابِ علم کے ہاتھوں میں پہنچکر دادِ انتخاب حاصل کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا - آمین -

میں اپنے محترم اور عزیز دوست چودھری محمد علی خاں صاحب بی - اے - ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد کا نہایت شکر گزار ہوں - کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے اس کتاب کی صوری اور معنوی تنظیم میں میری امداد فرمائی ٭

نیازمند
میر ولی اللہ وکیل - ایبٹ آباد - یکم جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند کریم شاعر نہیں اور نہ شاعروں کو پسند کرتا ہے (اِلّا ما شاءَ اللہ) تاہم دنیا کو ایک موزون مصرعہ دیدیا تاکہ لوگ اس مصرعے پر مصرعے لگالیں۔ چنانچہ مختلف شعراء نے اس باب میں طبع آزمائیاں کی ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

خطبۂ قدس است ملک قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(امیر خسرو)
آمدہ سرچشمۂ فیضِ عمیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(ملا شیدا)
سروِ سیہ پوشِ ریاضِ نعیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ابروئے خوش وسمۂ حسنِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
مطلعِ دیباچۂ نظمِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ہست صلائے سرِ خوانِ کریم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(جامی)
ہست کلید درِ گنجِ حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(نظامی)
تیرِ شہاب است بدیوِ رجیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(زلالی)
اعظم اسمائے علیم و حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(جامی)
طرۂ دستارِ کلامِ کلیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
منبعِ تحمیدِ خدائے کریم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(عشقی)
رہبرِ ہر راہروِ مستقیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
زینتِ اوراقِ کتابِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ہست کلیدِ درِ دار النعیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
باعثِ ایجابِ دعائے صمیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	

قرآن کریم اور شاعری

قرآن کریم میں کوئی شعر نہیں۔ پھر بھی کہیں کہیں موزون عبارتیں موجود ہیں۔ دیکھئے

ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ	ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ

پورا شعر ہے۔ لیکن شعر کی تعریف میں نہیں آتا۔

رَسُوْلِ کریم کی شاعری

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے کئی مقامات پر اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ تاہم طبع سلیم بعض دفعہ بے ساختہ موزوں کلام پیدا کر دیتی ہے چنانچہ ایک لڑائی میں آپ کی اُنگلی زخمی ہو کر خون آلودہ ہوئی جس پر آپ نے فرمایا۔

هل انتِ الا اصبع دميتِ	وفی سبیل اللہ ما لقیتِ

(نہیں تو مگر اُنگلی کہ خون آلودہ ہوئی۔ اور خدا کی راہ میں ہے وہ تکلیف جو دیکھی تو نے۔

(مشکوٰۃ باب البیان)

اسی طرح خندق کے دن مٹی اُٹھا رہے تھے کہ آپ کا شکم غبار آلودہ ہوا۔ آپ نے فرمایا

واللہ لولا اللہ ما اهتدينا	ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا	وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الاولى قد بغوا علينا	اذا ارادوا فتنة ابينا

(قسم ہے خدا کی کہ اگر نہ ہدایت ہوتی اللہ کی تو راہِ راست نہ پاتے ہم اور نہ صدقہ دیتے ہم اور نہ نماز پڑھتے ہم۔ پس اُتار اے اللہ آرام اور آہستگی ہم پر اور ثابت رکھ قدم ہمارے اگر ملیں ہم دشمنان دین سے۔ تحقیق ان کفارِ مکہ نے زیادتی کی ہے ہم پر بسبب اس کے کہ جب ارادہ کرتے ہیں وہ فتنہ کا۔ انکار کرتے ہیں ہم)

(مشکوٰۃ باب البیان)

اَلَّذِیْ بِنْتُہٗ فِیْ بَیْتِہٖ

سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ الناصر لدین اللہ خلیفہ عباسی کو برخلاف اپنے بزرگوں کے دستور کے مذہب امامیہ سے رغبت تھی۔ اس نے

ایک روز ابن جوزی سے پوچھا۔ کہ "مَنْ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ" یعنی صحابہ میں سے افضل کون ہے۔ ابن جوزی نے جواب دیا۔ کہ "اَفْضَلُ صَحَابَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ بِنْتُہٗ فِیْ بَیْتِہٖ" یعنی افضل صحابہ رسول کریم آن است کہ دخترِ او در خانۂ اوست۔

(حضرت ابوبکر صدیق رضی کی لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر۔)

(اشعۃ اللمعات جلد اول ذکر ابن جوزی)

اسمٰعیلیہ بُرہانِ قاطع دارند

امام فخر الدین رازی رحمت اللہ علیہ کا قاعدہ تھا کہ درس و افادہ کے وقت جب کسی اختلافی مسئلہ پر پہنچتے، اور فرقہ باطلہ اسمٰعیلیہ کے کسی عقیدہ کی تردید کرتے تو فرماتے۔

"خلافاً للملاحدۃ لعنھم اللّٰہ ودمّرھم اللّٰہ وخذّلھم اللّٰہ"

محمد بن حسن نے اس بات پر ناراض ہو کر ایک فدائی کو امام صاحب سے انتقام لینے کے لئے مقرر کیا۔ فدائی نے ایک روز موقعہ پا کر خلوت میں امام صاحب کو پکڑ کر گرا لیا اور سینہ پر بیٹھ کر تلوار نکال لی۔ امام صاحب نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ فدائی نے کہا کہ آپ ہمیشہ منبر پر ہم کو لعن طعن کرتے ہیں اگر آپ قسم کھا لیں کہ آئندہ آپ ایسا نہ کریں گے تو خیر۔ ورنہ اسوقت آپ کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ امام صاحب نے وعدہ کر لیا اور جان چھڑائی۔ اس واقعہ کے بعد جب کبھی آپ اس فرقہ کے عقائد کی تردید کرتے تو صرف یہ فرماتے "خلافاً للاسمٰعیلیہ" جب لوگ پوچھتے کہ آپ نے ملاحدہ پر لعنت کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے تو فرماتے کہ "اسمٰعیلیہ را لعنت نتواں کردن ازیں جہت کہ برہانِ قاطع دارند"۔

(برہانِ قاطع۔ اس فدائی کی تلوار کی طرف اشارہ ہے)

(تاریخ روضۃ الصفا جلد چہارم ذکر حکومت محمد بن حسن)

ضرورتِ شعری

فائق نے لفظ ید کو مشدّد لکھا اور اعتراض پر ضرورتِ شعری کی پناہ لی۔ انشاءاللہ خاں نے تعریف لکھی۔

چه خوش گفت فائقؔ شاعرِ ما | کہ چوں ذہن او ذہن رسا نباشد
یکے شعرِ درکہ درجند در آں | شود خوانده و سنگ معنے نباشد
دراں لفظِ ید را نہ دال مشدّد | نوشت است و ایں غلط اصلا نباشد
شنید ایں سخن را چو گردد سخن | زاں کہ ہمسرش اصلا نباشد
بگفتا کہ من شاعرِ خوش فکرم | چو من ہیچ مقبل گویا نہ باشد
تو گلستاں را نہ دانی درست | ترا ہیچ شعور و ذکا نہ باشد
سند یاد از استاد است ما را | بکلامِ ما ہیچ خطا نہ باشد
چو تشدید در شعر ضرورت افتد | تشدید صحیح جدا نہ باشد

(خمخانۂ جاوید تذکرۂ انشا)

وَاصِلْ بن عَطَاء

واصل بن عطاء کی زبان میں نقص تھا اور وہ حرف رؔ کو ادا نہیں کر سکتا تھا۔ ہمیشہ رؔ کو غین پڑھتا تھا۔ مثلاً احمر کی جگہ احمغ بولتا تھا۔ لیکن چونکہ فاضل تھا اس لئے اپنی اس کوشش میں ہمیشہ کامیاب ہوتا تھا کہ اپنے کلام میں کوئی ایسا لفظ لائے ہی نہیں جس میں حرف رؔ واقع ہو۔ ایک موقعہ پر جب کہ واصل خلیفہ کی خدمت میں موجود تھا۔ کسی شخص نے یہ عبارت ایک کاغذ پر اس کو لکھ کر دی کہ وہ پڑھے۔ " اَمَرَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ تُحْفَرَ بِئْرٌ فِی الطَّرِیْقِ یَشْرَبُ مِنْھَا الصَّادِرُ وَالْوَارِدُ " جب واصل نے کاغذ کھولا فوراً اس طرح پڑھ دیا۔ کہ " حَکَمَ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ اَنْ یُنْبَشَ

"قَلِيبٌ فِي الْفَلَا لَا يَسْتَقِي مِنْهُ الْغَادِي وَالْبَادِي"

مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہے کہ "خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ راہ میں کنواں کھدوایا جائے تاکہ آنے جانے والے لوگ پانی پئیں۔" دیکھئے پہلی عبارت حروف نقاط سے پُر اور دوسری بالکل خالی۔ (تمرین الطلاب)

اَقوالِ مُتَداوِلَہ

عربی میں بعض مشہور جملوں کو مختصر کر کے ایک لفظ وضع کر لیتے ہیں۔ جو ان جملوں کے قائم مقام بولا جاتا ہے۔ مثلاً

اَلْبَسْمَلَۃ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
اَلسَّبْحَلَۃ - سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔
اَلْهَيْلَلَة / اَلْهَيْهَلَة - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔
اَلْحَوْقَلَۃ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
اَلْحَمْدَلَۃ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
اَلْحَيْعَلَۃ - حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ - حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔
اَلطَّلْبَقَۃ - اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَكَ۔
اَلدَّمْعَزَۃ - اَدَامَ اللّٰہُ عِزَّكَ۔
اَلْجَعْلَفَۃ - جعلت فِدَاءكَ۔

(الطریف للادیب الظریف)

ہے

ہمارا خیال تھا کہ لفظ ہے (ترجمہ است) زبان اردو ہی کی واحد ملکیت ہے۔ لیکن خواجہ حافظ علیہ الرحمت بتاتے ہیں کہ نہیں فارس والوں کا بھی اس میں برابر کا حصّہ ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

ساقی اگرت ہوائے ما ہے	جز بادہ میار درمیاں شے

بعض لوگ تو ہست۔ ہستند کے وزن پر اس کی پوری گردان بھی بیان کرتے ہیں۔ ہستے۔ ہستند۔ ہستی۔ ہستید۔ ہستم ہستیم۔ مولانا رُوم کا شعر ہے۔

گفت یارب کہ تراخاصاں ہے اند	کہ مبارک دعوت و فرخ ہے اند

(بہارِ عجم)

میار ید
مے آرید

من بنگ مے خورم میارید / مے آرید من جنگ مے زنم میارید / مے آرید

(اکبر بادشاہ۔ آتشکدۂ آذر)

چون بیاید ہنوز خر باشد

منشی چندر بھان تخلص برہمن شاہزادۂ داراشکوہ کا منشی تھا۔ ایک روز اس نے اپنا یہ شعر دربار میں پڑھا۔

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار	بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

بادشاہ کی طبیعت میں یہ شعر سن کر کچھ کدورت پیدا ہوئی۔ افضل خاں حاضر جوابی میں مشہور تھا۔ فوراً بولا۔

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود	چوں بیاید ہنوز خر باشد

(تذکرۂ حسینی)

صنعتِ تصحیف

یعنی ایک ایسا جملہ لکھنا کہ حروف کی صورت کو بعینہٖ قائم رکھ کر صرف نقطوں اور حرکات

کے تبدیل کرنے سے مدح و آفریں کو ذم و نفریں میں تبدیل کر دیا جائے۔ شاعر بھی کیا کچھ نہیں کرسکتے۔ مندرجہ ذیل شعر میں چند الفاظ کے نقطوں اور حرکات میں ذرا سی تبدیلی کرو اور دیکھو کیا سے کیا بن جاتا ہے۔

بکویت ناگہاں گبرے در آمد
زدی تیرے کہ بشکستی سرِ گبر

(ہفت قلزم)

علی ہمیشہ جرمی کند

سید علی نیشاپوری را گفتند کہ تو چرا از ہمہ کس سوال می کنی۔ گفت "علی ہمیشہ جر می کند۔"

(خارستان مجد الدین)

شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

علی سے کیونکہ نہ ہو زیر لشکرِ کفار
علی ہے شکلِ علےٰ اور علی ہے حرفِ جار

ضرورت ہے مریدوں کی

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ اگر آپ کو کسی مُرید صادق کا پتہ ہو تو میرے پاس بھیج دیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ

"اینجا مرید کمتر است اما ہر چند شیخ می خواہید برائے شما بفرستیم"

(رشحات)

خنثیٰ لا ذکر ولا انثیٰ

ایک ماہی گیر ایک مچھلی پکڑ کر بادشاہ کے پاس تحفہ کے طور پر لایا۔ بادشاہ

نے چار ہزار درم اُسے انعام دئے۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو بیگم نے کہا کہ تو نے اسراف کیا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اب کیا کروں۔ بیگم نے جواب دیا کہ جاکر ماہی گیر سے پوچھ کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ۔ اگر وہ کہے کہ نر ہے تو تم کہنا۔ مجھے مادہ چاہیئے اور اگر وہ کہے کہ مادہ ہے تو تم کہنا کہ مجھے نر چاہیئے۔ چنانچہ بادشاہ نے باہر آکر ماہی گیر سے سوال کیا۔ کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ۔ ماہی گیر سمجھ گیا۔ فوراً جواب دیا " اِنَّھَا خُنْثیٰ لَا ذَکَرٌ وَّلَا اُنْثیٰ "۔ بادشاہ یہہ جواب سُن کر ہنس پڑا۔ اور چار ہزار درم اور بخش دئے۔ (تمرین الطلاب)

جَامِعُ اللّغَاتُ

صاحبِ چار شربت نے بعض پُرانی لُغت کی کتابوں کی تضحیک کرتے ہوئے بطور نمونہ چند الفاظ کے معانی لکھے ہیں جو اُن کی اپنی اختراع ہے۔

(۱) **اُپلہ** - بضم ہمزہ و سکون بائے فارسی و فتح لام ماقبل ہائے مختفی۔ چیزے ست کہ از سرگیں گاؤ و ماہیواں دیگر در ہند بعمل آرند و تنور واوجاق را بآں گرم نمایند۔

(۲) **مینا** - نام مرغیست در بنگالہ کہ مثل اطفال حرف می زند۔ و نام دختر باغبانِ لالہ بجت مل۔

(۳) **تلنگہ** - لقب پسر بادشاہِ فرنگ۔

(۴) **خضر** - نام پیغمبرے کہ حیاتِ ابدی دارد و پسر خواجہ الیاس کشمیری کہ بخواجہ محمد خضر شہرت دارد۔

(۵) **بہاری** منسوب بہ بہار مانند گلہائے بہاری۔ و لفظ نام ہندو بلہجہ مغلی کہ نامش بہاری لال باشد۔

(۶) **کہار** - بالتشدید قومےست در ہند کہ بارے کشند۔ و در ہندی مخفف استعمال مے شود۔

(۷) کپتان۔ پیر ترسایاں (ایں ہم کم از تعریفِ تلنگہ نیست)

(۸) آرزو۔ معروف۔ وتخلص فقیر (یہہ لغت مصطلحات خانِ آرزو سے لی ہے۔

(۹) رمندہ۔ رم کنندہ۔ دراصل رم مندہ بود نظیرش ست مندہ کہ اصلش شرم مندہ است۔

(چہار شربت)

مَا کَفَرَ سُلَیْمَانُ

منصور دوالقی نے سلیمان بن وائل کو موصل کا حاکم بنا کر بھیجا اور ایک ہزار عجمی جوان اوس کے ہمراہ کئے اور اُس کو کہا کہ یہہ ہزار شیطان تمہارے ساتھ اس لئے بھیجتا ہوں کہ نظم امور میں تمہارے مددگار ہوں۔ جب سلیمان موصل میں پہنچا تو اُس کے لشکریوں نے لوگوں پر دست تعدّی دراز کیا۔ اس بات کا علم جب منصور کو ہوا۔ تو سلیمان کو لکھ بھیجا۔ کہ "کفرت النعمۃ یا سُلیمان" سلیمان نے جواب میں لکھا کہ "مَا کَفَرَ سُلَیْمَانُ وَلٰکِنَّ الشَّیَاطِیْنَ کَفَرُوْا"

(اخلاقِ جہانگیری)

مُعَمّا باسمِ محمدؐ

خم چوں نگوں گشت یکے قطرہ نریخت	ہوش ز مدہوش تمت گریخت

خم نگوں سار ہو کر مُخ ہوا۔ قطرہ گر گیا۔ اور مح رہ گیا۔ مدہوش کی ہوش اُڑ کر باقی مد رہا۔ پس محمدؐ ہو گیا۔

(گلستانِ مسرت)

جوازِ لعنت بر یزید

اکثر لوگ یزید پر لعنت کرنے سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ شاید خداوند کریم نے اسے بخش دیا ہو۔ امیر علی فنائی نے ان کے جواب میں یہ رُباعی لکھی ہے۔

ای کہ گفتی بر یزید و آلِ او لعنت مکن — زانکہ شاید حق تعالیٰ کردہ باشد رحمتش
آنچہ با آلِ نبی او کرد اگر بخشد خدا — ہم ببخشاید خدا گر کردہ باشی لعنتش

(آتشکدۂ آذر ترجمۂ فنائی)

ایک فاضلانہ تعبیر

کہتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کا ایک دروازہ بنائیں اور اُس پر اس کا نام لکھ دیں۔ حجاج بن یوسف نے بھی خلیفہ سے اجازت مانگی کہ وہ بھی ایک دروازہ اپنی یادگار کے طور پر بنادے۔ خلیفہ نے اجازت دیدی۔ چنانچہ دونوں دروازے بنائے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بجلی گری اور خلیفہ کے دروازے کو جلا دیا۔ اور حجّاج کا دروازہ صحیح سالم رہ گیا۔ خلیفہ اس بات پر بہت رنجیدہ خاطر ہوا۔ جب حجّاج کو یہ خبر پہنچی۔ تو اس نے خلیفہ کو لکھ بھیجا۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی۔ امیر المومنین کا دروازہ جلا دیا مگر حجّاج کا دروازہ نہ جلایا۔ یہ بعینہٖ ایسی مثال ہے کہ جیسے حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی "اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ"

(ابن خلکان ترجمۂ مسعود بن قاسم بن مہدی)

لَوْلَا آبَاؤُكُمْ لَأَكَلْتُهَا

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے سیر کو جا رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ درمیان میں تھے۔ شیخین طویل القامت تھے اور حضرت علی پست قد۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ "یَا عَلِیُّ اَنْتَ بَیْنَنَا کَالنُّوْنِ فِیْ لَنَا" یعنی اے علی آپ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے لفظ لَنَا میں نون۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا۔ "لَوْ لَا اَنَا بَیْنَکُمَا لَا کُنْتُمَا" یعنی اگر میں آپ کے درمیان نہ ہوتا۔ تو آپ "لا" ہوتے یعنی نہ ہوتے۔

(تذکرۂ حسینی)

صنعتِ معکوس

عربی کا یہ شعر مقلوب مستوی ہے سیدھا پڑھو یا اُلٹا۔ کچھ فرق نہ ہوگا۔

مَوَدَّتُہٗ تَدُوْمُ لِکُلِّ ہَوْلٍ	وَہَلْ کُلٌّ مَوَدَّتُہٗ تَدُوْمُ
مودتہ ←	→ ہتدوم

(تمرین الطلاب)

در علمِ رمل چہ می گوئی

مولانا صدر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ علمِ رمل کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ "چہ می گویم در علمے کہ لحیان سعد و لقی الخد نحس باشد"

(لحیان = مرد دراز ریش۔ نام شکلے است از اشکالِ رمل)

(لقی الخد = امرد۔ بے ریش۔ نام شکلے از اشکالِ رمل) (خارستان محمد ادریس)

ضرورتِ شعری

	شکرِ حق خواہش دِلم شدہ		پسرِ من صاحبِ علم شدہ

(سماعی)

ا ل م

سلطان محمود غزنوی نے خلیفۂ بغداد القادر باللہ کو خط لکھا کہ بلادِ خراسان کا اکثر حصہ میرے پاس ہے باقی حصہ جو حضرت کے غلاموں کے پاس ہے وہ بھی مجھے عنایت ہو۔ خلیفہ نے ناچار سلطان کی درخواست منظور کرلی۔ دوسری دفعہ پھر محمود نے خلیفۂ عباسی کو لکھ بھیجا کہ سمرقند مجھے عنایت کیجئے اور منشور لکھ کر بھیجئے۔ خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بھیجا۔ کہ معاذاللہ یہ کام مجھ سے نہ ہوگا اور میرے حکم بغیر سمرقند کی تسخیر کا ارادہ تُو کرے گا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کردوں گا۔ سلطان محمود اس جواب پر بہت ناراض ہوا۔ اور خلیفہ کے ایلچی کو کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ میں بغداد پر ایک ہزار ہاتھی چڑھا کر لیجاؤں اور اوس کو برباد کرکے اُس کی خاک ہاتھیوں کی پیٹھ پر لاد کر غزنی لے آؤں۔ قاصد یہہ جواب سُن کر چلا گیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد نامہ لایا اور سلطان محمود کو دیا کہ امیرالمومنین نے یہہ جواب لکھا ہے۔ جب خط کھولا گیا تو یہہ لکھا دیکھا۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ال م۔ ال م۔ ال م
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ"

سوائے اس تحریر کے باقی کچھ لکھا نہ تھا۔ دربار کے سب منشی دبیر حیران تھے۔ کہ یہہ کیا جواب ہے۔ تفاسیر میں ان حروف کی تفسیر دیکھی مگر کچھ نہ نکلا۔

اُس پر خواجہ ابوبکر قہستانی نے جرأت کرکے عرض کی کہ حضور نے جو ہاتھیوں کے پاؤں کا ڈراوا لکھا تھا۔ اُس کا یہہ جواب "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ

الفیل " ہے

یہہ سُنتے ہی سُلطان محمود کے ہوش اُڑ گئے - بہت رویا اور خلیفہ کے رسول سے معذرت کی اور بہت تحائف نذر کے لئے بھیجے - اور ابوبکر قہستانی کو خلعتِ خاص عنایت کیا -

(تاریخ ہندوستان جلد اول)

طریقۂ تقسیم

مرزا قلی میلی مشہدی نے ایک بھائی بہن کے درمیان قسمتِ میراث کی یہہ صورت نکالی ہے -

ہمشیرہ خرج ماتم بابا ازان من	صد آفرین و تہنیت و خونبہا ازان تو
در حصہ استماع وصیت ازان من	در نوحہ ہمزبانی ماما ازان تو
کہنہ قلم دواتِ شکستہ ازان من	طومار نظم و دفتر انشا ازان تو
آن مادہ اشتران قطاری ازان من	آں مادہ کش جوان توانا ازان تو
یک ہفتہ خرج مطرب و ساقی ازان من	ہفتاد سالہ طاعت بابا ازان تو
آں مالہا کہ ماندہ بدنیا ازان من	واں خیرہا کہ کردہ بعقبیٰ ازان تو

میر حیدر معمائی رفیعی نے بھی دو بھائیوں کے درمیان ایک ایسا ہی تقسیم نامہ لکھا ہے -

مال و منالِ حضرتِ بابا برادرا	یک نیمہ از تو نیمۂ دیگر ازان من
من آں نیم کہ گویم ازیں جنسہا کہ ہست	جنسے کہ باشد از ہمہ بہتر ازان من
جانِ برادری تو - ز تو ہر چہ بہتر است	بد ہست ہر چہ جان برادر ازان من
قرضِ پدر کہ از ہمہ بیش است ازان تو	وآنچہ کہ ہست از ہمہ کمتر ازان من
دائی کہ شیر دادہ بہ بابا ازان تو	گاوے کہ دوست خوں - دل مادر ازان من

آں چار باغ خرم مرسوں ازاں تو — آں یک دو مارغ کہنہ بے دازان من
آں مادیاں کہ داشتہ صد کرہ زاں تو — آں استراں بارکش نر ازاں من

اسی طرح وحشی کرمانی نے بھی ایک طریقۂ تقسیم تجویز کیا ہے -

زیبا تر آنچہ ماندہ ز بابا ازان تو — بد اے برادر از من اعلیٰ ازان تو
ایں طاس خالی از من و آں کوزہ کرود — یا رینہ پُر ز شہد مصفا ازان تو
ماہوئے ریسماں گسل بیخ کن زمن — مہمیز کلہ تیر مطلا ازان تو
آن دیگ لب شکستہ صابون پز زمن — آں چمچۂ حرلبہ وحلوا ازان تو
ایں قوچ شاخ کج کہ زند شاخ ازان من — غوغائے جنگ قوچ وتماشا ازان تو
ایں استر جموش لگد زن ازاں من — واں گربۂ مصاحب بابا ازان تو
از صحن خانہ تا بلب بام ازان من — از بام خانہ تا بہ ثریا ازان تو

علامہ اقبال نے بھی سرمایہ دار اور مزدور کا ایک قسمت نامہ لکھا ہے -

غوغائے کارخانۂ آہنگری ز من — گلبانگ ارغنون کلیسا ازان تو
نخلے کہ شہ خراج بروی نہد ز من — باغ بہشت و سدرہ و طوبیٰ ازان تو
تلخابہ کہ درد سر آرد ازان من — صہبائے پاک آدم و حوا ازان تو
مرغابی و تدرو و کبوتر ازان من — ظل ہما و شہپر عنقا ازان تو
ایں خاک و آنچہ در شکم او ازان من — وز خاک تا بہ عرش معلیٰ ازان تو

(پیام مشرق)

سید اکبر حسین مرحوم نے بھی حاکم و محکوم کے درمیان ایک تقسیم نامہ بلیک ورس میں لکھا ہے -

اجسام کے وزن کا گر سنتے ہیں تو دعویٰ — اجرام کے علوم کا دیتے ہیں ہمکو درس
ہوتا ہو معترض تو وہ کہتے ہیں واہ او — میں نے نوکر دیا ہے رتبہ بلند تر

از صحنِ خانہ تا بلب بام از ان من
وز بام خانہ تا بہ ثریا از ان تو

خود فنِ حرب سیکھ رہی ہیں پریڈ پر
میرے لئے چمن میں شٹل کاک کا ہے کھیل

اظہار ناخوشی پہ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھ
تیرا ہی مشغلہ ہے بہت صاف و بے ضرر

آن اشتر ضعیف و لکد زن از ان من
وال گربۂ مصاحب بابا از ان تو

(کلیات اکبر)

جواب باصواب

حجاج بن یوسف کی عادت تھی کہ قاریوں سے ہمیشہ قرآن کریم کی آیات کے متعلق مزاح کے طور پر سوال کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک حافظ سے پوچھا کہ حافظ صاحب! قرآن شریف کی اس عبارت سے پہلے کیا عبارت ہے۔ ”اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ“ حافظ نے فوراً جواب دیا۔ ” تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلاً “ حجاج شرمندہ ہو گیا۔

(تمرین الطلاب)

اوّلیاتِ متعلقہ خلافت

(۱)۔ سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔

(۲)۔ سب سے پہلے جس شخص نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا۔ امیر معاویہؓ ہے۔

(۳)۔ سب سے پہلے عبد الملک بن مروان نے سکہ۔ اپنا نام ضرب کرایا۔

(۴)۔ ولید بن عبد الملک سب سے پہلا شخص ہے جس نے لوگوں کو منع کیا کہ اس کا نام لے کر اسے نہ پکارا کریں۔

(۵) - سب سے پہلے جس نے منجمین کو قرب بخشا اور احکام نجوم پر عمل کیا خلیفہ منصور ہے۔

(۶) - نحو لعین کے رد میں سب سے پہلے خلیفہ مہدی نے کتابیں لکھی جانے کا حکم دیا۔

(۷) - خلفاء میں سے سب سے اوّل خلیفہ رشید نے میدان میں چوگان کھیلی۔

(۹) - ذمّی لوگوں میں لباس کی تمیز سب سے پہلے خلیفہ متوکل کے حکم سے ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی)

ہرمل

...زبان ہی تھا کہ ہرمل (بمعنے سپند) پنجابی لفظ ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں بھی ...س کو حرمل ہی کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اردو فارسی کو در زبان چھوڑ کر عربی اور پنجابی لغتیں کس طرح مل گئیں۔

(قاموس)

"عُمَرُ لَا یَنْصَرِفُ"

علّامہ زمخشری صاحب کشاف خانۂ کعبہ میں بیٹھا تھا۔ دروازہ بند کیا ہوا تھا۔ اور ...تفسیر کشاف کے لکھنے میں مشغول تھا۔ شیخ نجم الدین عمر نسفی صاحب تفسیر تیسیر خانۂ کعبہ کے دروازہ پر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ زمخشری نے کہا۔ دروازہ پر کون ہے۔ نسفی نے جواب دیا "عمر" زمخشری نے کہا۔ "اِنْصَرِفْ" (یعنی برگرد) نسفی نے جواب دیا "عُمَرُ لَا یَنْصَرِفُ" (یعنے عمر غیر منصرف ہے) اس پر زمخشری نے کہا "اِذَا نُکِّرَ صُرِفَ" (یعنی کلمۂ غیر منصرف چون نکرہ واقعہ شود منصرف شود)

(اخلاق جہانگیری)

شعر دُزد اور شاعر دُزد

روزے انوری از بازار بلخ می گذشت - حلقہ دید کہ مردم جمع آمدہ پیش رفت و دید کہ شخصے استادہ قصائد انوری را بنامِ خود می خواند - و مردم او را تحسین می کنند - انوری گفت اے مرد! ایں اشعار از کیست ؟ گفت از انوری - گفت تو انوری را دیدہٖ - گفت چہ می گوئی انوری منم - انوری بخندید و گفت شعر دزد شنیدہ بودم شاعر دزد ندیدہ بودم -

(تذکرہ حسینی)

ہجو کسے مکن کہ ز تو مہ بود بس

خاقانی (شروانی) اپنے اُستاد ابو العلےٰ گنجوی کی ہجویں لکھا کرتا تھا - اُستاد کا جواب دیکھو - اگر اب بھی ہجو نویس نہ مانیں تو اون کی مرضی -

خاقانیا اگرچہ سخن نیک دانیا — یک نکتہ گویمت بستو رایگا یا

ہجو کسے مکن کہ ز تو مہ بود بسن — شاید ترا پدر بود و تو نہ دانیا

(آتشکدہ آذر)

خوشخطی

خطِ نا مطبوع خوباں دیدہ ام — خط شدہ زاں بتر باشد ہنوز

ہر زندہ کس نیارد خواندنش — ہم بشرط آنکہ تر باشد ہنوز

(نگارستان ...)

کدھر جاتے ہو

امین کو بچپن سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ زبیدہ خاتون نے ابو نواس شاعر سے کہہ دیا تھا۔ کہ امین کے اشعار بنظر اصلاح دیکھ لیا کرے۔ ایک دن امین نے زبیدہ کے سامنے ابو نواس کو کچھ شعر جو اُس نے حال ہی میں لکھے تھے۔ بغرض اصلاح سُنائے۔ مگر جب ابو نواس نے ان میں عروض کے متعلق چند غلطیاں بتائیں۔ تو وہ نہایت غصہ ہوا۔ اور اسی جرم پر اس کو قید کر دیا۔ چند روز کے بعد جب ہارون الرشید کو خبر ہوئی۔ تو امین پر خفا ہوا۔ اور ابو نواس کو قید سے رہائی دی اس کے بعد ایک موقعہ پر ہارون نے امین سے کہا کہ اپنے تازہ خیالات ابو نواس کو سنائے امین نے دو تین شعر ہی پڑھے ہوں گے کہ ابو نواس اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہارون نے پوچھا۔ کیوں کہاں چلے ؟۔ ابو نواس نے جواب دیا " پھر قید خانے "

(المامون)

مُبارک باشد

ایک دن عرفی فیضی کی ملاقات کو گیا۔ فیضی کو کُتوں کا بہت شوق تھا۔ اور ہر وقت چند کُتے اس کے گرد بیٹھے رہتے تھے۔ جیسے کہ رسم ہندوستان کی ہے۔ اس نے پیار سے ایک کُتے کو بیٹا کرکے خطاب کیا۔ عرفی نے کہا کہ " ایں صاحب زادہ چہ نام دارد " فیضی نے کہا۔ کہ " برائے سگ نام چہ باشد خود عرفی ست " عرفی نے ہنسکر کہا " مبارک باشد "

(مُبارک ۔ فیضی کے باپ کا نام ہے ۔)

(نگارستان فارس)

بدیہہ گوئی

ایک روز کسی شخص نے مرزا صائب کو کہا کہ اس مصرعہ پر مصرعہ لگائیے ۔ ع

دوید ن رفتن استادن نشستن خفتن و مُردن

مرزا صاحب نے فی البدیہہ پڑھ دیا۔ ؎

بقدر ہر سکوں راحت بود بنگر مراتب را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مُردن

(تذکرہ حسینی)

اصطلاحات نحوی

نفُوَادِی مُعتَلٌ وحبِی نَاقِصٌ	وَجِی صَحِیحٌ واشتیاقی مُضاعَف
وَصَدُ غَالِ مِہمَاتٌ وَعیَالَ عِندَھا	لفیفانِ مقرونٌ ومفروقٌ اَجوَف

(تزئین الطلاب)

ہبنق

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ہبنق صرف ہندوستان میں ہوتے ہیں۔ مگر لغات عرب کے ماہر کہتے ہیں کہ ہبنق عربی الاصل ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

اَلھَبَنّقُ۔ مرد گول واحمق وسست۔

(قاموس)

شانِ طالب علمی

شیخ الاسلام انصاری رحمت اللہ علیہ طالب علم کے متعلق فرماتے ہیں۔

ھٰذَا الشَّانُ شَانُ مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَانٌ سِوٰی ھٰذَا الشَّانِ

(یعنی یہہ کام (طالب علمی) اُس شخص کا کام ہے جس کا کام سوائے

اس کام کے اور کوئی نہ ہو۔)

(علمائے سلف)

مراعات

در مرو بر لالہ آتش انگیخت
در خاکِ نشاپور گل امروز شگفت

نیلوفر دی ببلخ در آب گریخت
فردا بہری یاسمن خواہد بیخت

(مولانا سلیمی)

اس رباعی میں چار شہروں - چار دنوں - چار پھولوں اور چار عنصروں کا ذکر ہے -

گلنار در آتش چو قدِ ابراہیم
افسردہ قدم چو خضر سبزہ لبِ آب

در خاک چمن لالہ بود دست کلیم
نسریں چو دہاں عیسی از فیض نسیم

(فیلان بیگ)

اس رباعی میں چار پیغمبر - چار پھول - چار عضو اور چار عنصر مذکور ہیں -

افروخت بقم لالہ بر آتشِ طور
امروز برے بنفشہ شاداب شگفت

دی گشت گل افشاں تبت از باد دبور
فردا دمد از خاک ہری سوری سور

(خان آرزو)

اس رباعی میں چار شہروں - چار پھولوں - چار عنصروں اور چار دنوں کا ذکر ہے -

---

عروس دنیا کی بکارت

عارفے شد بخواب اندر فکرے
کرد از وے سوال کاے دختر

دید دنیا چو دختر بکرے
بکر چونی باین ہمہ شوہر

گفت دنیا کہ بانو گو بم راست	کہ مرا ہر کہ بود مرد نخواست
ہر کہ نامرد بود خواست مرا	ایں بکارت ازاں بجاست مرا

(اوحدی آتشکدۂ آذر)

ضرّابون فی حدیدٍ بارد

صاحب ابوالقاسم اسماعیل وزیر فضائل علمی اور مکارم اخلاق میں یکتائے روزگار تھا۔ ایک دفعہ شاہی ٹکسال کے ملازموں نے ایک لمبی چوڑی درخواست جو بیجا شکایتوں سے پُر تھی وزیر مذکور کی خدمت میں بھیجی۔ درخواست کنندگاں نے اپنے ناموں کی فہرست کے ساتھ لفظ "ضَرّابُوْنَ (کوٹنے والے سکّہ بنانے والے) لکھا تھا۔ چونکہ درخواست فضول تھی اور شکایتیں بیجا۔ وزیر موصوف نے جواب میں صرف یہ کیا کہ لفظ ضَرّابُوْنَ کے آگے یہ الفاظ لکھ دئے۔ "فِیْ حَدِیْدٍ بَارِدٍ" مطلب یہ کہ درخواست کرنے والے ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے والے ہیں۔ ٹھنڈا لوہا کوٹنا محاورہ ہے۔ یعنی فضول اور بے کار کام کرنا۔)

(ابن خلکان ترجمہ ابوالقاسم وزیر)

خواجہ آصفی شیرازی اور شیخ کمال

کہتے ہیں کہ خواجہ آصفی اپنے اشعار میں لفظ سگ بہت لاتے تھے۔ اور شیخ کمال لفظ دلبند استعمال کرتے۔ ایک دن کہیں سے خواجہ آصفی اور شیخ کمال گزرے وہاں کتا حملہ آور ہوا۔ ایک ظریف جو وہاں تھا اس نے کہا تم نے سخت غلطی کی ان دونوں کو چھیڑ دیا ورنہ خواجہ آصفی کے سگ تو شیخ کمال کے دلبندوں پر حملہ کر دیں گے

(خواجہ صاحب اور شیخ صاحب کے کلام پر اچھا تبصرہ کیا ہے) (تذکرۂ حسینی)

صنعتِ منقوط و غیر منقوط

آہ کل درد ہوا دل کو کہ دکھا ہم کو ‖ حبشِ چینِ جبینِ بُتِ چین نے بے چین

(پہلا مصرعہ بالکل بے نقط اور دوسرا تمام تر منقوط)

(انشا)

شاعرانہ نوک جھوک

نعم اللہ شاہجہان آبادی تخلص نعیم معاصر محمد حاتم حاتم تخلص کا تھا۔ چنانچہ اکثر شاعروں میں گفتگوئیں طنز و ایما کی اون کے درمیان آئیں۔ ایک دن محمد حاتم نے مشاعرے میں ایک غزل پڑھی اور مطلع میں محمد نعیم پر طنز کی۔

جس دن سے کوئے یار کا حاتم مقیم ہے ‖ بدتر اُسے خزاں سے بہارِ نعیم ہے

جب دورہ پڑھنے کا محمد نعیم تک پہنچا۔ تو اُنھوں نے بھی مطلع غزل یہ پڑھا

طلب نہ ہو تو سلیماں کی کچھ بھی خاتم ہے ‖ لبِ سوال نہ ہووے تو ہیچ حاتم ہے

(تذکرہ گلشن ہند)

عبدالملک بن مروان

نافع کا قول ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں کوئی لڑکا عبدالملک بن مروان سے زیادہ فقیہ زیادہ قرآن دان اور زیادہ حیثیت نہیں دیکھا۔ ابن عمرؓ نے اسی لئے کہا ہے۔

وَلَدَ النَّاسُ اَبْنَاءً وَلَدَ مَرْوَانُ اَبًا

(تاریخ الخلفا سیوطی)

یالیتنی کنت ترابا

علامہ قطب الدین نہایت صاحب جمال تھے۔ ایک روز اپنے اُستاد کے ہمرکاب جا رہے تھے اور بوجہ گرد راہ کے چہرہ غبار آلود ہو گیا تھا۔ استاد نے از روئے ظرافت کہا۔ کہ "یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا" مولانا قطب الدین نے فوراً جواب میں پڑھ دیا۔ "وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا"

(اخلاق جہانگیری)

ایں شعر را ز ن خواجہ گفتہ باشد

عُمیدِ راکانی نے جب خواجہ سلمان کے یہہ شعر سُنے۔

من خراباتیم و بادہ پرست	در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش	می برندم چو قدح دست بدست

تو کہنے لگا کہ "ایں شعر را زنِ خواجہ گفتہ باشد کہ مناسبِ حال اوست"

(تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی)

ہذا خط قابوس ام جناح طاؤس

کہتے ہیں کہ امیر قابوس بہت خوشنویس تھا۔ صاحب بن عباد جب اُس کے خط کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا۔ کہ "ھٰذَا خَطُّ قَابُوْس اَمْ جَنَاحُ طَاؤُس"

یعنی یہہ خطِ قابوس ہے یا پرِ طاؤس۔

(آتشکدۂ آذر)

خوش نویس غلط نویس

امینائی کاتب نے شیخ آذری کا دیوان لکھا اور اغلاط کتابت سے بھر دیا۔ شیخ صاحب نے رنجیدہ ہو کر یہہ قطعہ لکھا -

دیوانِ بندہ را کہ امینا سواد کرد		تنہا دو رو نہ شعر مجدد نوشتہ است
از نظم و نثر ہرچہ بطبعش خوش آمدہ		دیوان بندہ بر رخوش آمد نوشتہ است
ہر جا کہ لفظ دید مثلاً دید در سخن		دست تصرفش ہمہ را آبد نوشتہ است
اکنون شہر یک ہنر دیوان بندہ اوست		زیرا کہ بیشتر سخن خود نوشتہ است

(آذری طوسی - آتشکدہ آذر)

کاتبوں کی غلط نویسی کی شکایت عام ہے - مولانا جامی فرماتے ہیں -

غلام خامۂ آں کاتبم کہ شعر مرا		چنانچہ بود نوشت و نہ ہرچہ خواست نوشت
اگرچہ شعر فروغ از دروغ میگیرد		دروغ و راست درو ہرچہ بود ہماں نوشت

ہندوستان کے کاتب اس بات میں سب سے گوئے سبقت لیگئے ہیں - کسی اُستاد نے کہا ہے

نویسد و عدہ غلط نامہ و پیام غلط		چو خط کاتب ہندوستاں تمام غلط

خوش نویسوں کی خوش مذاقی بھی قابل داد ہے - ایک صاحب نہایت عمدہ رقم کے کسی امیر کے پاس گئے - مجبور و زر ہے - امیر نے حکم دیا کہ کچھ لکھ لاؤ - آپ نے مندرجہ ذیل شعر نہایت جلی قلم سے خوشخط لکھ کر پیش کیا -

دیدہ بودم روئے تو - دانستہ بودم خوئے تو		دیدہ و دانستہ خود را - در بلا انداختم

امیر سخت ناراض ہوا اور دربار سے نکلوا دیا۔

(اگر خطاب معشوق سے ہو تو شعر لاجواب ہے لیکن ممدوح کو مخاطب کرکے یہ شعر کہنا غضب ہے۔)

کتاب الشکوک

ابو الہذیل ایک مشہور متکلم گزرا ہے۔ ایک دن وہ صالح بن عبد القدوس سے ملا۔ اور دیکھا کہ صالح اپنے بیٹے کی وفات پر سخت جزع اور فریاد کر رہا ہے۔ ابو الہذیل نے کہا۔ کہ آپ کی فریاد کی کوئی وجہ نہیں جب کہ آپ کہا کرتے ہیں کہ انسان ایک زراعت کی مثل ہے۔ صالح نے جواب دیا کہ میں صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بیٹے نے کتاب الشکوک نہیں پڑھی تھی۔ ابو الہذیل نے پوچھا کہ کتاب الشکوک کونسی کتاب ہے۔ صالح نے جواب دیا کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے۔ اور جو شخص اوس کو پڑھ لیتا ہے وہ امر واقع میں شک کرنے لگ جاتا ہے۔ حتےٰ کہ اُسے گمان ہوتا ہے کہ وہ امر کبھی واقع ہی نہیں ہوا۔ اور غیر واقع بات میں شک کرنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ اُسے وہم ہوجاتا ہے۔ کہ واقع ہو چکی ہے۔ ابو الہذیل نے کہا کہ اگر آپ سچ مچ ایسی کتاب کے مصنف ہیں۔ تو اپنے بیٹے کی موت میں شک کرنے لگجائیے۔ حتےٰ کہ آپ کو گمان ہو جائے کہ وہ نہیں مرا۔ اور اوس کے کتاب الشکوک نہ پڑھنے میں شک کرنے لگ جایئے۔ حتیٰ کہ آپ کو گمان ہو جائے کہ اُس نے فی الواقع وہ کتاب پڑھ لی ہے۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو الہذیل)

سرو خراماں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سرو خراماں صرف معشوق کو کہہ سکتے ہیں۔ درخت سرو

کو نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ خواجہ حافظ کی ایک غزل میں بوستہ و صنوبر خرام آیا ہے۔ اس پر بھی آجکل کے بعض بزرگ اعتراض کرتے ہیں۔ اور وجہ یہہ بتاتے ہیں کہ خرام سے مراد جھومنا نہیں بلکہ پاؤں سے چلنا ہے۔ یہہ خیال محض غلط ہے۔

مولانا آزاد بلگرامی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجلس عام میں نواب نظام الدولہ نے اپنی ایک غزل پڑھی۔ جس کے ایک شعر میں درخت سرو کو سرو خراماں کہا گیا تھا۔ موسوی خان جرأت نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں صرف قامت معشوق پر صادق آتا ہے۔ مولانا آزاد کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ نواب صاحب نے میری طرف نگاہ کی جس کا مطلب یہہ تھا کہ یہہ غزل آپکی اصلاح شدہ ہے۔ جواب دیجئے۔ میں نے کہا کہ مرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ کہا ہے۔

یک رہ برار از آستیں دست نگاریں در چمن
تا دستہا پنہاں کند سرو خراماں در بغل

نواب صاحب یہہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ جرأت نے کہا تعجب ہے کہ مرزا صائب نے ایک زمیں گیر درخت کو خراماں کہا۔ میں نے کہا کہ شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ تحریک نسیم سے درخت میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے گویا کہ وہ خرام کر رہا ہے۔ سلمان ساوجی نے بھی درخت سرو کو چماں اور خراماں کہا ہے۔

سرو از صبا گرد چماں تا چوں قدت مانند رواں	ہر چند بخرامد بآں سرو خراماں کے رسد

(خزانہ عامرہ)

مولانا را چہار پایہ می بینم

مولانا قطب الدین از اوحدے پرسید کہ رام سے است کہ اول بے را دمی بیند گفت راست است بدلیل آنکہ مولانا را چہار پایہ می بینم۔ (خارستان مجد الدین)

عیّیت

فن ادب کے مشہور امام کسائی ایک دن عالموں کی ایک مجلس میں گئے جب وہاں پہنچے تو بہت خستہ ہو گئے تھے - اپنی خستگی ظاہر کرنے کے لئے انھوں نے کہا "عیّیتُ" (زاالسدیم) یعنی میں تھک گیا - اہل مجلس نے ٹوکا کہ تم غلط لفظ استعمال کر رہے ہو - اگر تمھاری مراد ماندگی ہے تو "اعییتُ" کہو اور اگر درماندگی کا اظہار مطلوب ہے تو "عمیتُ" (یا تحییت) استعمال کرو - کہتے ہیں کہ یہی واقعہ تھا جس پر امام کسائی نے فن ادب کے سیکھنے کا تہیہ کیا - اور آخر کار اس فن کے امام ہوئے -

(علمائے سلف)

ماکیانیم

عرفی مرض اسہال میں مبتلا ہوا - اور قریب الموت تھا کہ فیضی عیادت کو گیا - پس اس نظر سے کہ دیکھے ہوش و حواس عرفی کے قائم ہیں یا نہیں - اس سے پوچھا کہ "ماکیانیم" یعنی تم پہچانتے ہو ہم کون ہیں - عرفی نے اسی وقت مسکرا کر جواب دیا "حالا مرغ روحم شوق پرواز دارد رو بماکیان نمے آرد"

(نگارستان فارس)

اگر خر نمی بود قاضی نمی شد

جرجان کا ایک شخص استر آباد میں آیا اور صدر سے اس علاقہ کی قضا کے لئے استدعا کی - ایک گدھا رشوت میں دیا اور قاضی بن گیا - میر عبد الحق نے جو ایک خوش طبع شاعر تھا یہ قطعہ کہا -

همی گشت در شهر شخصے ز جہاں
رشوت خرے داد ناگشت قاضی

کہ قاضی شود صدر راضی نمی شد
اگر خرنے بود قاضی نمی شد

(آتشکدہ آذر)

نواب عمدۃ الملک اور نور بائی طوائف

روزے نواب عمدۃ الملک امیر خان انجام بر دستر خوان خود انواع اطعمہ و اقسام اشربہ و لوریات رنگین و فواکہ شیرین چیدہ بودند۔ نور بائی نیز حاضر بود۔ نواب نظر سوئے انگور یکہ خایۂ غلامان نام داشت انداختہ می گوید کہ گاہے خایۂ غلامان ہم دیدہ۔ گفت ندیدہ ام مگر امروز بسفرۂ نواب۔

(تذکرۂ حسینی)

ایک عجیب تعبیر

کور کورانہ مرو در کربلا
تا نیفتی چون حسین اندر بلا

یہ شعر مولانا روم سے منسوب ہے۔ ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ لیکن حضرت امام علیہ السلام کے حق میں گستاخی کی حد تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے اس شعر کی تعبیر اس طرح کی ہے کربلا کو کرب لا پڑھتے ہیں۔ کرب بمعنی بے آرامی و اندوہ۔ لا۔ کلمۂ نفی۔ یعنی نفی ماسوے اللہ وحدت وجودی کے قائل کہتے ہیں کہ دنیا میں سوائے ذات خدا کے اور کچھ موجود نہیں۔

حسین۔ منصور حلاج کا نام حسین تھا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ کورانہ تقلید میں تو بھی وحدت وجودی پر اتنا مصر نہ ہو۔ ورنہ منصور حلاج کی طرح (جن کو انا الحق کہنے پر سولی دی گئی تھی) تو بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔

شما عبید اللہ زیاد اید

شیخ عبدالواحد متخلص بہ وحشت تھانیسر میں ایک شاعر گزرا ہے۔ اوس کے ساتھ اُمرائے عصر میں سے ایک امیر عبیداللہ نامی نے کچھ وعدہ کیا لیکن اُسے پورا نہ کیا۔ ایک روز وحشت نے عبیداللہ خاں کو جاکر کہا کہ میں نے اس شہر میں بارہ آدمی عبیداللہ نام کے شمار کئے ہیں۔ امیر عبیداللہ خان نے کہا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں۔ وحشت نے جواب دیا۔ " نے شما عبیداللہ زیاد اید"

اس جملہ کے تین معنے ہوئے۔ ۱ ایک یہہ کہ آپ ان بارہ سے علیحدہ ہیں۔ ۲ دوسرے یہہ کہ آپ عبیداللہ دروغگو ہیں۔ کیونکہ زیاد ایک شخص کا نام ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی گواہی دی تھی۔ ۳ تیسرے یہہ کہ آپ عبیداللہ منحوس ہیں۔ کیونکہ ایران کے لوگ تیرہ کے عدد کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اور گنتی کرتے ہوئے جب تیرہ پر پہنچتے ہیں تو تیرہ نہیں کہتے زیاد کہتے ہیں۔ مثلاً یازدہ۔ دوازدہ۔ زیاد۔ چاردہ وغیرہ۔

(خزانۂ عامرہ)

ایک اعرابی کی حق گوئی

اصمعی سے روایت ہے کہ خلیفہ منصور نے شام میں ایک اعرابی کو کہا کہ اے اعرابی خدا کا شکر ادا کرو کہ اوس نے ہمارے زمانہ خلافت میں تم کو طاعون سے محفوظ رکھا ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ

اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْمَعْ عَلَیْنَا حَشَفًا وَسُوْءَ کَیْلٍ۔ وَلَایَتَکُمْ وَالطَّاعُوْنْ۔

(یعنی خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے یہہ روا نہیں رکھتا کہ تمہاری بادشاہی بھی ہو اور طاعون بھی کھجوریں بھی خراب ہوں اور تول میں بھی کمی ہو۔)

(تاریخ الخلفا سیوطی)

ہمہ بگردن اوست

یار علی بیگ کہ از مقربان عالمگیر بادشاہ بود۔ گردنش بہ سبب عارضہ اعوجاجی داشت۔ و زانوئے بادشاہ سر درا داخر عمر از کار رفتہ بود۔ اطبّا ہمیشہ بتدبیر آن می پرداختند۔ نعمت خان عالی در آں باب قطعہ گفتہ۔

روغنے چوں بر ند فرمایید
(بادشاہ)
ببرندش بہ پیش یار علی
گرکند ایں علاج گردن او
یعنی از رمز نکتہ گفتم

امتحاں از لوازم داروست
آنکہ یکساں بود بدشمن و دوست
بیشک از بہر پائے ما نیکوست
کہ نہاں چوں اشارہ ابروست

فتنہ ہائے کہ ماپپا کردیم
در زمانہا ہمہ بہ گردن اوست

(گلستان مسرت)

ایک عجیب صنعت

(١)

کہ ز احوال زار من نگریست | کہ بر احوال زار من گریست

(پہلا کہ استفہامیہ دوسرا بیانیہ۔ پہلا نگریست۔ دوسرا اشکِ تر...)
(تعجب)

(٢)

چوں ازو گشتی۔ ہمہ چیز از تو گشت | چوں ازو گشتی ہمہ چیز ازو گشت

(بادوم)

(ازو گشتی۔ اس کا ہو رہا۔ یا اس سے پھر گیا)

من نیاز ارم ار تو ناز اری	من نیاز ارم ار تو ناز اری

(سلمان ساوجی)

اوّل ناز اور نیاز - دوم مشتق از مصدر آزردن - آزاریدن -

یَجِبُ الکَفُّ عَنْہُ

صدر الشریعت کے متعلق مشہور ہے کہ کبھی کبھی بھنگ تھوڑی سی مقدار میں پی لیا کرتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی بھنگ کے متعلق کیا رائے ہے - آپ نے جواب دیا کہ " یَجِبُ الْکَفُّ عَنْہُ " (یعنی واجب است کف از و)

کف بزبان عربی بمعنی منع و زبان پارسی بمعنی کفِ دست یعنی تھوڑی سی -

(اخلاق جہانگیری)

تاریخ صوری و معنوی

شیخ فیضی نے غزالی مشہدی کی تاریخ انتقال لکھی -

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن	ہمہ از طبع خداداد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بدو طور	سنہ نہصد و ہشتاد نوشت

سنہ نہصد و ہشتاد (یعنی سنہ ۹۸۰ھ) اور حساب ابجد بھی (۹۸۰) ہے

(س = ۶۰)(ن = ۵۰)(ہ = ۵)(ن = ۵۰)(ہ = ۵)(ص = ۹۰)(د = ۴)(و = ۶) -

(ہ = ۵)(ش = ۳۰۰)(ت = ۴۰۰)(ا = ۱)(د = ۴) میزان ۹۸۰ -

(خزانۂ عامرہ)

ما را میخ زر بہ گل است نہ بہ دل۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے اصطبل میں گھوڑوں کے باندھنے کے لئے سونے کی میخیں ہیں۔ آپ نے جواب دیا "ما را میخ زر بگل است نہ بدل"

(سماعی)

اما اللئیم فلعنہ اللہ

ایک دفعہ ایک شخص نے خلیفہ معتصم کو ایک رقعہ لکھا کہ فلاں لشکری وفات پا گیا ہے اور بہت مال و دولت چھوڑ گیا ہے۔ اس کا ایک ہی لڑکا ہے جو بہت ہی چھوٹا ہے۔ اگر امیر المومنین اشارہ فرمائیں تو اوس کے ترکہ سے کچھ حصہ خزانہ شاہی میں بھیجا جائے۔ تاکہ بیت المال معمور ہو جائے۔ خلیفہ نے اُس رقعہ کی پشت پر یہہ عبارت لکھ کر رقعہ واپس کر دیا۔

"اَمَّا الْمَالُ فَحَفِظَہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْمَیِّتُ فَرَحِمَہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْیَتِیْمُ فَاَنْبَتَہُ اللّٰہُ وَاَمَّا اللَّئِیْمُ فَلَعَنَہُ اللّٰہُ"

(خارستان مجد الدین)

حاضر جوابی

ابو العیناء شاعر کے پاس ایک آدمی آیا۔ ابو العیناء نے پوچھا آپ کون ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ بنی آدم میں سے ایک شخص۔ ابو العیناء نے کہا خدا آپ کو خوش رکھے میرا تو خیال تھا کہ شاید یہہ نسل منقطع ہو چکی ہے۔ (ابن خلکان ترجمۂ ابو العیناء)

صنعت مثمن

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	ربود از من	ز دستان دل	دل آرامے	پری رویے	سمن ساعد	نگار سبزے	غزالہ رخ	غزل گوئے
۲	ز دستان دل	بدستانے ربود	توان گفتن	کہ ہستان بت	سہی سروے	قمر عارض	شکر پاسخ	پری روئے
۳	دل آرامے	توان گفتن	کز آن افسوں	بعاشق بر	چو دل کش	پری چہرے	چو مہرے	سمن بوئے
۴	پری روئے	کہ ہستان بت	بعاشق بر	مبارک پے	کہ در عالم	دگر چوں او	بکف ناید	وفا جوئے
۵	سمن ساعد	سہی سروے	چو دل کش	کہ در عالم	دگر چوں او	نیاید کس	برخ ماہے	بپے آہوئے
۶	نگار سبزے	قمر عارض	پری چہرے	دگر چوں او	نیاید کس	برخ ماہے	ببر سیمے	بدل روئے
۷	غزالہ رخ	شکر پاسخ	چو مہرے	بکف ناید	برخ ماہے	ببر سیمے	بلب قندے	کشتن موئے
۸	غزل گوئے	پری روئے	سمن بوئے	وفا جوئے	بپے آہوئے	بدل روئے	کشتن موئے	نکو خوئے

(ہفت تلازم)

سیبویہ

مشہور امام نحو سیبویہ ابتدائے طالبعلمی میں فقہ اور حدیث پڑھتے تھے۔ علم نحو سے اُس وقت ان کو چنداں مناسبت نہ تھی۔ اُس زمانے میں وہ حماد بن سلمہ کے مستملی تھے۔ ایک دور کسی حدیث کی روایت میں حماد نے الفاظ "لَیْسَ اَبَا الدَّرْدَاء" املا کئے۔ سیبویہ نے ان کو ادا کرتے وقت "لَیْسَ

اَبُوالدَّرْدَاءِ " سامعین کو سُنایا۔ شیخ نے لوکا کہ غلط لفظ نہ بتاؤ۔ " لیسَ اَبَا الدَّرْدَاءِ "
کہو۔ سیبویہ کو نہایت انفعال ہوا۔ اور نحو سیکھنی شروع کی۔ اور اس فن کے امام ہوئے۔

(علمائے سلف)

امیر خسرو

حجام پسر بخوبی و رعنائی | چون آئینہ رخ نمود در زیبائی
گفتم صنما کہ من بیایم بتو شام | فریاد برآورد کہ نائی نائی

تنبولی پسر دوش عیاری می کرد | یک یک بہ کاں برگ شماری می کرد
او پان بخلق می سپرد ہمہ خلق | در پیش دکانش جان سپاری میکرد

(تذکرۂ حسینی)

سلام کا جواب

بعض مغرور لوگ سلام کے جواب میں صرف اپنے سر کو ایک ایسی خفیف سی حرکت دیتے ہیں جو اکثر معلوم ہی نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کی شان میں مُلّا آمراد فرماتے ہیں۔

اے مولوی از کبر دماغت گندہ | گاہے کہ کند بر تو سلام ابن بندہ
چنداں حرکت بکن کہ از روئے قیاس | معلوم شود کہ مُردۂ یا زندہ

(آتشکدۂ آذر)

تسلیم کردند تسلیم کردم

نورالدین ظہوری نے نظام الملک والی احمد نگر کے نام پر ساقی نامہ لکھا۔ ممدوح نے کئی

ہاتھی نقد وجنس سے بار بھیجے۔ ظہوری اس وقت قہوہ خانہ میں بیٹھا حقّہ پیتا تھا۔ جو لوگ انعام لیکر آئے تھے۔ اُنھوں نے رسید مانگی۔ کاغذ کے پرچے پر فقط یہ الفاظ لکھ دئے۔ "تسلیم کردند تسلیم کردم"

(نگارستان فارس)

یا مُرسلَ الرِّیاح تو دانی و انوری

حکیم انوری صرف شاعر ہی نہ تھا بلکہ منجّم بھی تھا۔ ایک دفعہ اُس نے بُرج میزان میں جو ہوائی ہے کواکب سبعہ کے اجتماع کو دیکھ کر پیشین گوئی کی کہ فلاں رات کو ایک سخت ہوائی طوفان ہوگا۔ اتفاقاً اُسی رات کو ایک شخص نے منارہ کے سر پر ایک چراغ روشن کیا۔ غرائب امور سے یہ کہ اُس رات اتنی بھی ہوا نہ چلی کہ وہ چراغ بجھ جائے۔ چنانچہ اوس پر فرید کاتب نے یہ قطعہ لکھا۔

گفت انوری کہ از اثر بادہائے سخت — ویراں شود سراچۂ کاخِ سکندری
در روزِ حکم او نہ وزید است ہیچ باد — یا مُرسلَ الرِّیاح تو دانی و انوری

(تذکرہ دولت شاہ سمرقندی)

صنعتِ دو رُو

یعنی ایسی عبارت لکھی کہ نقطوں کے ردّ و بدل سے دو مختلف زبانوں میں پڑھی جا سکے۔ اور با معنی ہو۔ امیر خسرو نے اس صنعت میں کئی صفحے لکھے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

زسیدی۔ بدیدی مرا دی نہ جانے — زمانے بہا تنی۔ بہ یاری بشانی

اس سطر کو اگر فارسی میں پڑھیں تو اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔

"کل تو آیا اور تو نے مجھ کو ایک مکان میں دیکھا۔ ایک ذرا ٹھہر جا تو دوستی کرنے کے قابل ہے"

لیکن اگر اسی کو عربی میں پڑھیں تو یوں پڑھ سکتے ہیں۔

رستیدی بدیدی مرادی نجاتی — زمانی بیاسِ ستاری لسانی

تو میرا ہدایت یافتہ ہے۔ بے نقطہ ہے۔ میری مُراد ہے۔ میری نجات ہے۔ مجھ کو اس بات نے ناامید کیا ہے کہ میری عورتیں باہم لڑتی ہیں۔

(شعر العجم)

دُزد بر دُزد اوفتاد

امیر خسرو کے بعض مضامین کو امیر حسن نے اپنے کلام میں باندھا ہے۔ اور امیر حسن کے اشعار میں سے بعض معانی خواجہ کمال خجندی نے لے لئے ہیں۔ اسیر کاتبی نیشاپوری کہتا ہے۔

گر حسن معنی ز خسرو بُرد نتواں عیب کرد	زانکہ اُستاد است خسرو بلکہ زاستاداں زیاد
ور معانی حسن را برُد از دیواں کمال	ہیچ نتواں گفتن او را دُزد بر دُزد اوفتاد

(خزانۂ عامرہ)

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کمال خجندی کو بھی یہہ معلوم تھا کہ لوگ اسے دُزدِ حسن کہتے ہیں۔ اس الزام کے جواب میں خواجہ صاحب نے فرمایا ہے۔

کس بر سرِ ہیچ رخنہ نگرفت مرا	معلوم ہے شود کہ دُزدِ حسنم

(جو چور لقب پر نہ پکڑا جائے اُسے بھی دُزدِ حسن کہتے ہیں۔)

(بہارستانِ جامی)

ایک مُتنبّی کی حاضر جوابی

کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون رشید کے پاس ایک حبشی آیا اور دعویٰ کیا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ خلیفہ نے اُسے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ہاتھ گریبان میں ڈالکر باہر نکالا تو سفید تھا۔ تو بھی سفید ہاتھ نکال کر دکھا۔ تاکہ میں تم پر ایمان لاؤں۔ حبشی نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ نے یہہ بات اُس وقت کی تھی جبکہ فرعون نے کہا تھا کہ "اَنَا رَبُّکُمُ الاَعلیٰ" آپ بھی ایسا کہئیے میں ابھی سفید ہاتھ دکھائے دیتا ہوں۔

(تاریخ الخلفا، سیوطی)

برخرچہ داری؟

خرے رفت استاد مہینہ — خرے می بُرد بارش زا بگینہ
یکے گفتش کہ بس آہستہ کاری — بایں آہستگی برخرچہ داری؟
صد دارم گفت دل پُر پیچ دارم — اگر ایں خر بیفتد ہیچ دارم

(شیخ عطار)

مسیحائے فسائی و مسیحائے کاشی

حکایت کنند کہ حضرت علامی اخوند مسیحائے فسائی قدس اللہ روحہ وارد کاشان شدہ بود فصل تابستان بود و عقرب در آں فصل در کاشان بسیار بود در عوام اشتہار دارد کہ عقرب کاشان وارد غریب را نمی گزد - بنا بریں چوں شب شود کسے کہ غریب باشد بآواز بلند می گوید کہ من غریبم غریب - و ایں سخن را بمنزلہ افسوں کژدم دانند - شبے جمعے از مردم کاشان کہ مسیحائے کاشی ہم از آں جملہ بود - در خدمت علامی بودند - چوں وقت خواب رسید حضرت علامی بہ آواز بلند فرمود کہ -

"من مسیحائے فسائیم غریبم غریب - شما دانید و مسیحائے کاشی خود"

(کلیات حزین - تذکرہ)

جواب ترکی بترکی

خواجہ نصیر طوسی کو نظام نام ایک شخص نے کافر کہا - آپ جواب میں فرماتے ہیں -

نظامِ بے نظام ار کافرم خواند — چراغ کذب را نبود فروغے
مسلماں خوانمش زیرا کہ نبود — جزا دروغے جز دروغے

(آتشکدہ آذر)

کمال الدین اسماعیل نے بھی اپنے ایک بدگو کو یہی جواب دیا ہے۔

شخصے بد ما بہ خلق مے گفت	ما از بد خود سخنے نہ خراشیم
ما نیکی او بہ خلق گفتیم	تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم

(آتشکدۂ آذر)

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

مرزا غالب کا خیال ہے کہ انسان کو جب کثرت سے مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے تو وہ اُن سے خوگر ہو جاتا ہے اور اس طرح مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انساں۔ تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

دیکھئے عربی کے مشہور شاعر متنبی نے اس مضمون کو کس پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

رَمَانِی الدَّهرُ بِالْاَرزَاءِ حَتّٰی	فُؤَادِی فِی غِشَاءٍ مِّن نِّبَالِ
فَصِرتُ اِذَا اَصَابَتنِی سِهَامٌ	تَکَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَی النِّصَالِ

مطلب یہ کہ زمانے نے مجھ پر اتنی مصیبتیں ڈالیں کہ میرا دل اُن کے تیروں میں چھپ گیا۔ اب یہ حالت ہے کہ جب تیر مجھ پر آ کر لگتے ہیں تو ان کے پیکاں پیکانوں پر ہی لگ کر ٹوٹ جاتے ہیں۔

(ابن خلکان ترجمہ متنبی)

عَلَیکَ وَ عَلٰی وَالِدَیکَ

ایک لڑکا مکتب میں اُستاد کے سامنے بیٹھا سبق یاد کر رہا تھا اور "وَاِنَّ عَلَیکَ اللَّعنَۃَ" کا تکرار کر رہا تھا چونکہ لڑکا اُستاد کی طرف دیکھ رہا تھا اور بار بار یہ عبارت رٹتا تھا۔ استاد کو

اس بات پر غصہ آگیا۔ اور کہا۔ کہ "عَلَیْكَ وَ عَلٰی وَالِدَیْكَ" لڑکے نے کہا حضرت یہاں صرف علیک ہے اگر آپ حکم دیں تو "علیٰ والدیک" بھی کہوں۔

(اخلاق جہانگیری)

صائب کی بدیہہ گوئی

ایک دفعہ صائب کے ایک شاگرد نے ایک مہمل مصرعہ پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجئے۔

مصرعہ یہ تھا۔ ع

اندیشہ نبے مے بے شیشہ طلب کن

صائب نے فوراً کہا۔

حق را ز دلِ خالی از اندیشہ طلب کن

(شعر العجم)

آن فتویٰ بود این تقویٰ است

ایک دفعہ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام اعظم رحمت اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنے ایک کپڑے کو جس پر نجاست لگ گئی تھی۔ بڑی جد و جہد سے دھو رہے ہیں اور اسے کئی کئی بار پاک کر رہے ہیں۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ تو فرمایا کرتے ہیں کہ کپڑا صرف دو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اب آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ "آن فتویٰ بود این تقویٰ است"

(سماعی)

بیگار

از بزرگے پرسیدند کہ دجال کے پیدا خواہد شد۔ گفت دیر است کہ پیدا شدہ است اما از رئیس دہ می ترسد کہ خرش را بہ بیگار نگیرد۔

(اگر مسیح موعود کا ظہور دجال کے آنے پر منحصر ہے۔ اور دجال بیگار سے اتنا ہی ہراساں ہے تو موجودہ وقت میں بھی شاید حضرت مسیح کا انتظار فضول ہے)

(خارستان مجدالدین)

صحابہؓ کی تحریر کا نمونہ

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی شجاعت پر اسلام اب تک ناز کرتا ہے۔ ایک معاہدہ صلح۔ صلوبا بن نسطونا کے ساتھ کیا۔ اس معاہدہ کی عبارت دیکھئے کیا مختصر اور جامع ہے۔ ایجاز ہے جو اعجاز کے پایہ تک پہنچا ہے۔

" هٰذَا الْكِتَابُ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ لِصَلُوْبَا ابْن نَسْطُوْنَا وَقَوْمِهٖ اِنِّیْ عَاهَدْتُكُمْ عَلَى الْجِزْيَةِ وَالْمَنْعَةِ فَلَكَ الذِّمَّةُ وَالْمَنْعَةُ۔ مَا مَنَعْنَاكُمْ فَلَنَا الْجِزْيَةُ وَاِلَّا فَلَا۔ كُتِبَ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ فِيْ صَفَرٍ "

(خالد بن ولید کی تحریر ہے۔ صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لئے۔ میں نے تم سے معاہدہ کیا جزیہ اور محافظت پر۔ پس تمھاری ذمہ داری اور محافظت ہم پر ہے۔ جب تک ہم تمھاری محافظت کریں۔ ہم کو جزیہ کا حق ہے۔ ورنہ نہیں۔ ماہ صفر ۱۲؁ سنہ میں لکھا گیا۔

(الجزیہ)

انشاؔ کی بدیہہ گوئی

نواب سعادت علی خاں نے ایک دفعہ لب دریا ایک تحریر پر لکھا دیکھا (حویلی علی نقی خاں بہادر کی

میر انشاء اللہ خاں بھی ساتھ تھے ۔ نواب صاحب نے فرمایا ۔ انشاء! دیکھو کسی نے تاریخ کہی مگر نظم نہ کر سکا ۔ بہت خوب مادہ ہے اسے رُباعی کر دو ۔ انشا نے اُسی وقت عرض کی

نہ عربی ۔ نہ فارسی ۔ نہ تُرکی	نہ سم کی ۔ نہ تال کی ۔ نہ سُر کی
یہہ تاریخ کہی ہے کسی لُرکی	حویلی علی نقی خان بہادر کی

(آب حیات)

مدح ما معنی نداشت

سلطان ابراہیم نام ایک شاعر نے جو داوری تخلص کیا کرتا تھا ۔ خراسان کے ایک امیر کی مدح لکھی ۔ ممدوح نے کہا کہ قصیدہ بے معنی ہے ۔ داوری نے جواب میں یہہ قطعہ لکھا ۔

در خراساں مدحتے گفتم نہ از روئے طمع	او غلط تمہید و گفتا مدح ما معنی نداشت
گفتمش بسیار نیکو گفتی ایں انصاف بود	بندہ ہم دانستہ ام مدح شما معنی نداشت

(آتشکدۂ آذر)

قصر جعفری کی تعریف

ابو العیناء شاعر ایک دفعہ خلیفۂ متوکل کے پاس اوس کے محل میں گیا ۔ جس کا نام قصر جعفری تھا خلیفہ نے پوچھا کہ میرے محل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ۔ ابو العیناء نے جواب دیا کہ "اَلنَّاسُ بَنُوا الدُّوْرَ فِي الدُّنْيَا وَ اَنْتَ بَنَيْتَ الدُّنْيَا فِي دَارِكَ" یعنے لوگ تو دنیا میں گھر بناتے ہیں ۔ لیکن آپ نے گھر میں دنیا بنائی ہے ۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو العیناء)

محاسے ورمحاسے ورمحاسے

ایک عرب شاعر نے معشوق کی تبسم کی روشنی سے اندھیری رات میں موتی چنے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے زیادہ جھوٹ دنیا میں نہیں بولا گیا۔ امیر خسرو ایک حوض کے پانی کی صفائی بیان کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

در تہہ آبش ز صفا ریگ خورد
کور تواند بدل شب شمرد

اسے آپ کیا کہیں گے۔ اندھیری رات ہو۔ اندھا ہو۔ اور پانی کے نیچے حوض کی تہہ میں ریت کے دانے گنے

(امیر خسرو)

مقلوب مستوی

داد مارا درد و درد آرام داد
دارم آرامے و دے مارا مراد

دادم ارا ــــ ــــ ارام داد
دارم ارام ــــ ــــ م ارام راد

(حافظ علی - روضۃ الصفا جلد ہفتم)

نورجہان بیگم کی حاضر جوابی!!

نورجہاں بیگم۔ ابو طالب کلیم (ملک الشعرائے شاہجہانی) کی شاعری کی معتقد تھی۔ اور اکثر اس کے اشعار پر حرف گیری کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ کلیم نے ایک شعر کہا اور خوب دیکھ لیا کہ کہیں حرف رکھنے کی جگہہ نہیں۔ شعر یہہ تھا۔

ز شرم آب شدم کاب را شکستی نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

کلیم نے یہہ شعر نورجہاں کے پاس بھیجا۔ نورجہاں فوراً بول اوٹھی کہ۔

"دریخ بست و پس شکست"

یعنی حیرت کی کوئی بات نہیں - پانی کو توڑنا کیا مشکل ہے - پہلے یخ بنا دیا پھر توڑ دیا -

(شعر العجم)

مُعمّا باسمِ علی

نصر علی سرہندی نے حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا ایک عجیب مُعمّا کہا ہے -

چشم بکشا - زلف بشکن جاں من	بہرِ تسکینِ دلِ بریاں من

چشم = عین - بکشا = افتح - یعنی عین کو فتحہ دو - زلف مشابہ بہ لام - شکن = اکسر - یعنی لام کو کسرہ دو - دلِ بریان - یعنی لفظ بریاں کا وسط یعنے حرف یا - تسکین - سکون دینا - یعنی حرف یا کو ساکن کرو - لفظ عَلِیْ حاصل ہوا -

(خزانہ عامرہ)

زَبَّبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ

مشہور ادیب ابن جنّی موصل میں فن نحو کا درس دیا کرتے تھے - ایک روز ابوعلی فارسی وہاں وارد ہوئے اور ایک مسئلہ میں جو ابن جی سے اُلجھے تو وہ دم بخود رہ گئے - اُن کو حیران دیکھ کر بختہ کار ابو علی نے طنزاً کہا -

"زَبَّبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ"

یعنی تو خام ہونے سے پہلے پختہ ہو گیا - اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے آئے - جب ابن جنی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو علی فارسی ہے - تو مسند تدریس چھوڑ دی اور ابو علی کی شاگردی کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے - اور جب تک وہ زندہ رہے اس کی شاگردی میں رہے -

(حصرم - غورہ انگور - زبیب - انگور خشک یعنی کشمش) (علمائے سلف)

بیگار

از بزرگے پرسیدند کہ دجال کے پیدا خواہد شد۔ گفت دیر است کہ پیدا شدہ است اما از ریش دہ می ترسد کہ خرش را بہ بیگار بگیرد۔

(اگر مسیح موعود کا ظہور دجال کے آنے پر منحصر ہے۔ اور دجال بیگار سے اتنا ہی ہراساں ہے تو موجودہ وقت میں بھی شاید حضرت مسیح کا انتظار فضول ہے)

(خارستان مجد الدین)

صحابہؓ کی تحریر کا نمونہ

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی شجاعت پر اسلام اب تک ناز کرتا ہے۔ ایک معاہدہ صلح۔ صلوبا بن نسطونا کے ساتھ کیا۔ اُس معاہدہ کی عبارت دیکھئے کیا مختصر اور جامع ہے۔ ایجاز ہے تو اعجاز کے پایہ تک پہنچا ہے۔

"هٰذَا الْكِتَابُ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ لِصَلُوْبَا ابْنِ نَسْطُوْنَا وَقَوْمِهِ إِنِّيْ عَاهَدْتُكُمْ عَلَى الْجِزْيَةِ وَالْمَنَعَةِ فَلَكَ الذِّمَّةُ وَالْمَنَعَةُ۔ مَا مَنَعْنَاكُمْ فَلَنَا الْجِزْيَةُ وَإِلَّا فَلَا۔ كُتِبَ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ فِيْ صَفَرٍ"

: خالد بن ولید کی تحریر ہے۔ صلو با بن نسطو نا اور اُس کی قوم کے لئے۔ میں نے تم سے معاہدہ کیا جزیہ اور محافظت پر۔ پس تمہاری ذمہ داری اور محافظت ہم پر ہے۔ جب تک ہم تمہاری محافظت کریں۔ ہم کو جزیہ کا حق ہے۔ ورنہ نہیں۔ ماہ صفر ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

(الجزیہ)

انشاء کی بدیہہ گوئی

نواب سعادت علی خاں نے ایک دن لب دریا ایک حویلی پر لکھا دیکھا (حویلی علی نقی خاں بہادر کی)

میر انشاء اللہ خاں بھی ساتھ تھے - نواب صاحب نے فرمایا - انشاء! دیکھو کسی نے تاریخ کہی مگر نظم نہ کر سکا - بہت خوب مادہ ہے اسے رُباعی کر دو - انشاء نے اُسی وقت عرض کی

نہ عربی - نہ فارسی - نہ تُرکی	نہ سم کی - نہ تال کی - نہ سُر کی
یہہ تاریخ کہی ہے کسی تُرکی	حویلی علی نقی خان بہادر کی

(آب حیات)

مدح ما معنی نداشت

سلطان ابراہیم نام ایک شاعر نے جو داوری تخلص کیا کرتا تھا - خراسان کے ایک امیر کی مدح لکھی - ممدوح نے کہا کہ قصیدہ بے معنی ہے - داوری نے جواب میں یہہ قطعہ لکھا -

در خراساں مدحتے گفتم نہ از روئے طمع	او غلط فہمید و گفتا مدح ما معنی نداشت
گفتمش بسیار نیکو گفتی ایں انصاف بود	بندہ ہم دانستہ ام مدح شما معنی نداشت

(آتشکدۂ آذر)

قصر جعفری کی تعریف

ابو العیناء، شاعر ایک دفعہ خلیفہ متوکل کے پاس اوس کے محل میں گیا - جس کا نام قصر جعفری تھا خلیفہ نے پوچھا کہ میرے محل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے - ابو العیناء نے جواب دیا کہ "اَنَّ النَّاسَ بنوا الدُورَ فِی الدُّنْیَا وَ اَنْتَ بَنَیْتَ الدُّنْیَا فِی دَارِکَ" یعنے لوگ تو دنیا میں گھر بناتے ہیں - لیکن آپ نے گھر میں دنیا بنالی ہے -

(ابن خلکان ترجمہ ابو العیناء)

محالے در محالے

ایک عرب شاعر نے معشوق کی تبسم کی روشنی سے اندھیری رات میں موتی چنے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے زیادہ جھوٹ دنیا میں نہیں بولا گیا۔ امیر خسرو ایک حوض کے پانی کی صفائی بیان کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

در تہِ آبش ز صفا ریگ خرد
کور تواند بدل شب شمرد

اسے آپ کیا کہیں گے۔ اندھیری رات ہو۔ اندھا ہو۔ اور پانی کے نیچے حوض کی تہہ میں ریت کے دانے گنے

(امیر خسرو)

مقلوب مستوی

داد مارا درد و درد آرام داد
دارم آرامے و دے مارا مراد

دادم ارا ← → ارام داد
دارم ارام ← → م ارام راد

(حافظ علی۔ روضۃ الصفا جلد ہفتم)

نور جہان بیگم کی حاضر جوابی!

نور جہاں بیگم۔ ابو طالب کلیم (ملک الشعرائے شاہجہانی) کی شاعری کی معتقد تھی۔ اور اکثر اس کے اشعار پر حرف گیری کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ کلیم نے ایک شعر کہا اور خوب دیکھ لیا کہ کہیں حرف رکھنے کی جگہ نہیں۔ شعر یہ تھا۔

ز شرم آب شدم کاب را شکستی نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

کلیم نے یہ شعر نور جہاں کے پاس بھیجا۔ نور جہاں فوراً بول اٹھی کہ۔

"دریخ بست و پس شکست"

یعنی حیرت کی کوئی بات نہیں۔ پانی کو توڑنا کیا مشکل ہے۔ پہلے یخ بنادیا پھر توڑ دیا۔

(شعر العجم)

مُعمّا باسمِ علیؑ

اصغر علی سرہندی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا ایک عجیب مُعمّا کہا ہے۔

چشم بکشا۔ زلف بشکن جانِ من	بہر تسکینِ دلِ بریانِ من

چشم = عین۔ بکشا = افتح۔ یعنی عین کو فتحہ دو۔ زلف مُشابہ بہ لام۔ شکن = اکسر۔ یعنی لام کو کسرہ دو۔ دلِ بریان۔ یعنی لفظ بریاں کا وسط یعنے حرف یا۔ تسکین۔ سکون دینا۔ یعنی حرف یا کو ساکن کرو۔ لفظ عَلِیْ حاصل ہوا۔

(خزانہ عامرہ)

زَبَبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ

مشہور ادیب ابن جنّی موصل میں فن نحو کا درس دیا کرتے تھے۔ ایک روز ابو علی فارسی وہاں وارد ہوئے اور ایک مسئلہ میں جو ابن جی سے اُلجھے تو وہ دم بخود رہ گئے۔ اُن کو حیران دیکھ کر بختہ کار ابو علی نے طنزاً کہا۔

"زَبَبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ"

یعنی تو خام ہونے سے پہلے پختہ ہو گیا۔ اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے آئے۔ جب ابن جنی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو علی فارسی ہے۔ تو مسند تدریس چھوڑ دی اور ابو علی کی شاگردی کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جب تک وہ زندہ رہے اس کی شاگردی میں رہے۔

(حصرم۔ غورہ انگور۔ زبیب۔ انگور خشک یعنی کشمش) (علمائے سلف)

گر منکر کلام الٰہی شوم رواست

ملا شیدا نے میر الٰہی ہمدانی کی ہجو میں کہا ہے۔

اے میر من کہ کردہ الٰہی تخلصی	از مرد لاہی اچہ الٰہی شدن خطاست
زیں طبع دیا ہے کہ بود در کلام تو	گر منکر کلام الٰہی شوم رواست

(تذکرہ حسینی)

صنعت غیر منقوط

بدرالدین جاجرمی نے خواجہ بہاء الدین پسر خواجہ شمس الدین محمد صاحب دیوان کی مدح میں یہ غیر منقوط قصیدہ لکھا ہے۔

ز کرد کار کرم مرد وار در عالم	کہ کرد اساس مکارم ممہد و محکم
عماد عالم عادل سوار سعد ملک	اساس طارم اسلام و سرور عالم
ملک علو عطارد علوم و مہر عطا	سماک رمح و اسد حملہ و ہلال علم
سر دراہل محامد ہلاک عمر عدو	سر ملوک و دلارام ملک و اصل حکم
کلام او ہمہ سحر حلال در ہر حال	مراد او ہمہ اعطائے مال در ہر دم
دوام کرم او ہمدم کلام علوم	دل مطہر او مورد صلاح امم
ہم او و ہم دل او دار عدل را معمار	ہم او و ہم دم او درد ملک را مرہم

(آتشکدہ آذر)

فارسی زبان کا سب سے پہلا شعر

فارسی زبان کے سب سے پہلے دو شعر جو یادگار ہیں حسب ذیل ہیں۔

آہوئے کوہی در دشت چگونہ دودا ‏‏|‏‏ او ندارد یار بے یار چگونہ بودا

(ابوحفص سغدی)

منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ ‏‏|‏‏ نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ

(بہرام گور)

شعرِ بے نمک

مولانا عمعق بخاری اور استاد رشیدی دونوں خضر بن ابراہیم سامانی کے دربار کے شاعر تھے۔ رشیدی کو دربار سے سید الشعرا کا لقب بھی ملا تھا۔ ایک روز مولانا عمعق سے بادشاہ نے پوچھا کہ رشیدی کے کلام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ جواب دیا کہ اچھا شاعر ہے لیکن اُس کا کلام بے نمک ہے۔ رشیدی نے ستا اور جواب میں یہ قطعہ لکھا۔

شعرہائے مرا بہ بے نمکی ‏‏|‏‏ عیب کردی روا بود شاید
شعر من ہمچو شکر و شہد است ‏‏|‏‏ اندریں دو نمک نکو ناید
شلغم و باقلا است گفتۂ تو ‏‏|‏‏ نمک اے قلتبان ترا باید

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی)

گلابی اُردو

ایک مولوی صاحب اپنے شاگرد کو گلستاں پڑھا رہے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"ہرمز را گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی۔ گفت گناہے معلوم نکردم۔ ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابتِ من در دلِ ایشاں بیکران است و بر عہدِ من اعتمادِ کلی ندارند۔ ترسم کہ از بیم گزند آہنگ ہلاکِ من کنند۔ پس قولِ حکما را کار بستم کہ گفتہ اند" قطعہ

اُزاں کز تو ترسد بترس ای حکیم ‏‏|‏‏ دگر با چنو صد بر آئی بہ جنگ

کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ		ازاں مار بر پائے راعی زند

ترجمہ۔

مرد کے تئیں بہت میں کو دیدوں سے خدا دیکھی تو سے کہ بند فرمایا تو۔ بے (گفت) کہا۔
گناہ ایک معصوم نہ کیا میں نے (ولیکن) اور لیکن (بہ یقین) ساتھ ان کے (دستم) جانا میں نے کہ خوف میرا
بیچ دل انھوں کے بہت پڑا ہے۔ اور اوپر عہد مرے کے پورا رکھیں۔ تا ہوں کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد
مار ڈالنے میرے کا کریں۔ یس قول حکما کے تئیں کام باندھا میں نے کہا ہے۔ قطعہ

جو ساتھ چیتے کے شکار میں بیچ لڑائی کے		اس سے جو کہ تجھ سے ڈرے ڈر تو اے حکیم
کہ ڈرتا ہے سر اُس کے کو کچلنے کے ساتھ پتھر کے		اس سے سانپ اوپر پاؤں راعی کے مارتا ہے

اس کے بعد ایک لڑکا مفید نامہ لے کر آتا ہے۔

"برادر صاحب مظہر اشفاق و مہربانی و مصدر اخلاق و قدردانی سلمہ اللہ تعالیٰ"

ترجمہ۔

برادر صاحب جائے ظہور اشفاقوں کے اور جائے صدور اخلاقوں کے اور قدر جاننے والے
کے سلامت رکھے تم کو اللہ برتر۔

"آرزوئے مواصلت سامی از تکلفات زائد مطلب می گراید"

ترجمہ۔

آرزو ملاقات بڑی کی تکلیفوں سے جال کر بیچ مطلب کے گراتا ہے۔

	دلم کشود۔ کشادم چو نامہ ات گوئی	"
	کلید باب گلستان دل کشائی بود"	

ترجمہ۔

	دل میرا کھلا۔ کھولا میں نے جو خط تیرا کہ	
	کہے تو کنجی دروازے باغ دل کھولنے کی تھی	

(رضانہ آزاد)

خاقانی اور خاقانِ کبیر

خاقانی شروانی نے ایک دفعہ خاقان کبیر منوچہر شروان شاہ کی خدمت میں شدتِ سرما کی شکایت کرتے ہوئے یہہ شعر لکھ بھیجا -

وشقے دہ کہ در برم گیرد	یا وشاقے کہ در برش گیرم

(وشق بمعنے پوستین - وشاق غلام امرد) - کہتے ہیں کہ یہہ شعر پڑھ کر خاقان کبیر بہت ناراض ہوا - وجہ یہہ کہ بادشاہ سے غلام سادہ رو کی طلب ایک نہایت بے باکانہ جراءت تھی - جب خاقانی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ناراض ہوگیا ہے - تو اوس نے ایک مکھی کو پکڑا اور اُس کے بال و پر کندہ کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدیا - اور کہلا بھیجا کہ قصور میرا نہیں مکھی کا ہے - میں نے "باوشاقے الخ" لکھا تھا - دوسرا نقطہ مکھی نے ڈال کر "یاوشاقے" کردیا - بادشاہ یہہ سُنکر خوش ہوگیا - اور خاقانی کو انعام دیا -

(بات یہہ ہے کہ خاقانی بھی سمجھ تو گیا کہ بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ کیا ہے - لیکن اُس نے کمال دانائی سے اس بات کو ٹالا اور یہہ ظاہر کیا کہ گویا بادشاہ اس بات سے ناراض ہوا ہے کہ خاقانی نے دونوں چیزیں تجھ سے کیوں نہ مانگیں - یہہ کیوں کہا کہ یہہ دو یا وہ دو - کیا بادشاہ ایسا کم ہمت ہے -)

(خزانۂ عامرہ)

ایک مُتنبّی کا انجام

خالد بن عبداللہ قسری کے پاس (جو ہشام بن عبدالملک اموی کی طرف سے عراق کا امیر تھا) ایک شخص آیا جو نبوت کا مدعی تھا - خالد نے اُسے کہا کہ تو کیا کہنا چاہتا ہے - متنبّی نے کہا کہ میں نے قرآنِ کریم کا (نعوذ باللہ) جواب لکھا ہے -

"إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْجَمَاهِر فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَجَاهِر - وَلَا تُطِعْ كُلَّ سَاحِر"

اس پر خالد نے حکم دیا کہ اُسے قتل کردیا جائے - چنانچہ وہ مردود قتل کیا گیا - اور بعد میں عبرت کے لئے صلیب پر لٹکا یا گیا -

جب خلف بن خلیفہ شاعر کا گذر اس طرف سے ہوا جہاں وہ متنبی صلیب پر لٹکا ہوا تھا۔ تو خلف نے اُس کی طرف دیکھکر کہا۔

"اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْعُوْد۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ مِنْ قُعُوْد۔ وَاَنَا ضَامِنٌ لَکَ اَنْ لَا تَعُوْد"

(الطرائف للادیب الظریف)

تاریخ تعمیرِ مسجد

لالہ خیالی رام نے ایک بیوا کی مسجد کی تاریخ کہی ہے۔

بحمد اللہ کہ مسجود خاص و عام است

فلک گفتا کہ این بیت الحرام است

(سیر کہسار)

سمندِ بادپا

شاہ اسپے بہ شاعرے بخشید	کہ بہ تندیش چشم چرخ نہ دید
بود تند این قدر کہ از دنیا	نفسے تا بہ آخرت برسید

(بساطی - آتشکدہ آذر)

سوال از پا جواب از سر

ابو العباس احمد بن عمر ایک روز ابو بکر محمد بن داؤد الظاہری سے مباحثہ کر رہا تھا۔ ابو بکر نے کہا کہ میں سوال پاؤں سے کرتا ہوں آپ جواب سر سے دیتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا "هٰکَذَا الْبَقَرُ - اِذَا حَفِيَتْ اَظْلَافُهَا دُهِنَتْ قُرُوْنُهَا" یعنی بیل کا یہی حال ہے کہ جب اُس کے کھُر زخمی ہو جاتے ہیں۔ تو اُس کے سینگوں کو چکنا کرتے ہیں۔ (مطلب یہ کہ

آپ احمق ہیں۔ آپ کے سوالوں کا جواب ایسا ہی ہونا چاہئے۔)

(ابن خلکان ترجمۂ ابو العباس احمد)

تابع مہمل

اردو میں جہاں لوٹا ووٹا۔ آگ واگ اور پانی وانی کہتے ہیں۔ فارسی میں وہاں اسپ مسپ فیل میل۔ اور اشتر مشتر بولتے ہیں۔

نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے از اہلِ ہند وارد منزلِ آشنائے از مردم ایران شد چوں شام در رسید مغل گفت کہ حالا شما تشریف ببرید۔ من توشک و لحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف خوابیدن ضرور خواہد افتاد۔ ورنہ سردی مردی خواہد شد۔ نوجواں گفت باشد۔ جائے اندیشہ نیست۔ در چادر مادر شما خواہم خوابید۔

(دریائے لطافت)

صنعت موصل

تپش تپ بہ تن پست نشست		تپش تب بہ تن سست بست
تپشتپبتنپستنشست		تپشتببتنسستبست

(گلستان سرور)

بحر طویل کا ایک مصرع

یا صاحبی ایش الخبر۔ دل سوختہ قلب سقیم۔ کز عشق او گشتہ ہمہ۔ تشنہ لب
وخستہ جگر۔ بر کندہ جاں افگندہ سر۔ با کام خشک و چشم تر۔ کردہ رخ غم زیر و زبر۔ دنیا و دیں

وجان وتن -

یہہ صرف ایک مصرعہ ہے - دوسرا مصرعہ ملاحظہ ہو -

تا من براد مفتوں شدم - آگہ نہ تا چوں شدم - با دیدۂ پُرخوں شدم - با قامت چوں نحو شدم - یا لعنت ذوالنوں شدم - وازدست خود بیروں شدم - سرگشتہ چوں مجنوں شدم - گرد جہاں بے خویشتن -

(ہفت قلزم)

یا جامع التنوین اللام

سیبویہ ایک مشہور نحوی گزرا ہے - کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص اُس سے ملنے گیا - اور جب سیبویہ کے پاس پہنچا تو کہا " اَلسَّلَامٌ عَلَیْکُمْ " سیبویہ نے جواب دیا " وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا جَامِعَ التَّنْوِیْنِ وَاللَّامِ "

(تنوین اور لام کو جمع کرنا ناجائز ہے - سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہنا چاہئے تھا یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ)

چہ می خواہی؟

درویشے را رسیدند کہ از دنیا چہ می خواہی - گفت آنکہ ہیچ نخواہم -

(گلستان قاآنی)

ریش طویل و عریض

عباد بن زیاد کی ڈاڑھی بہت طویل و عریض تھی - ایک دن عباد کی سواری کے ساتھ ابن مفرغ شاعر بھی جا رہا تھا - ہوا تیز چل رہی تھی - عباد کی ڈاڑھی کے بال تیزی ہوا کی وجہ سے پریشان اور پراگندہ ہو کر ایک عجیب منظر پیدا کر رہے تھے - ابن مفرغ سے نہ رہا گیا - اور اسی وقت یہ شعر فی البدیہہ پڑھ دیا

أَلَا لَيْتَ اللِّحَى كَانَتْ حَشِيْشًا
فَتَرْعَاهَا خُيُوْلُ الْمُسْلِمِيْنَا

(یعنی کاش کہ یہ ڈاڑھی گھاس کی ہوتی۔ تاکہ مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے چراگاہ کا کام دیتی۔)
اسی بے تکلفی پر ابن مفرغ آخر کار قید کر دئے گئے۔

(اشعر الشعرا)

معلوم نہیں شاعر ڈاڑھی کی تقطیع پر کیوں مصر ہیں۔ آخر بحر طویل سے علم عروض نا آشنا تو نہیں۔
ایک اور صاحب بھی ڈاڑھی کے اختصار پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ریش باید دو سہ موئے و زنخداں پوشے		نہ چو جھاڑے کہ درو بچہ دہد خرگوشے

(سماعی)

ایک اور بزرگ کا شعر ہے۔ کہ

ہست ریش حضرت قاضی جبالا بے گزاف		ہچو برف سپید نہالی ۔ چوں بہ پشت اندلحاف

(آتشکدہ آذر)

فقیر اور امیر

"نِعْمَ الْأَمِيْرُ عَلٰى بَابِ الْفَقِيْرِ وَ بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْأَمِيْرِ"

یعنی اچھا ہے وہ امیر جو فقیروں کے دروازے جائے اور برا ہے وہ فقیر جو امیروں کے دروازے پر آئے۔

(دعوات عبدیت)

اَلْمَعْنٰى فِيْ بَطْنِ الشَّاعِرِ

صاحب عصر دانش لکھتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ایک نہایت فصیح و بلیغ اور پیچیدہ چیستاں لکھی۔ اور
بغرض امتحان حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) کے پاس بھیجی تاکہ دیکھے کہ آیا وہ

اُسے حل کر سکتے ہیں یا نہیں - اس چیستان سے لفظ خنجر بر آمد ہوتا تھا - جب وہ اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے تو آپ نے یہ امتحانِ نظران کو دیکھ کر مطلب پا لیا - اور اُسی کاغذ کے ایک کونے پر لکھ دیا کہ "المعنی فی بطن الشاعر" اس دن سے یہ ضرب المثل مشہور ہوئی -

(فرہنگ انندراج)

خواجہ ہمام اور شیخ سعدیؒ

ایک دفعہ تبریز کے ایک حمام میں شیخ سعدیؒ اور خواجہ ہمام کی ملاقات ہوئی - خواجہ ہمام شیخ صاحب کو نہیں پہچانتے تھے - اُس وقت ایک خوش رو جوان ہمام کو پنکھا جھل رہا تھا - چونکہ خواجہ صاحب بیچ میں حائل تھے اس لئے شیخ سعدیؒ لطف نظارہ سے محروم تھے - اثنائے گفتگو میں ہمام نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ شیراز میں بھی ہمام کے شعروں کا چرچا ہے یا نہیں - شیخ صاحب نے فوراً فرمایا - ہاں یہ شعر اُس کا بہت مشہور ہے -

درمیانِ من و دلدار حجاب است ہمام	وقت آن است کہ این پردہ بیکسو فگنم

(تذکرہ دولت شاہ سمرقندی)

ایجاز و اعجاز

محمود غزنوی نے لغرا خان حاکم ماوراء النہر کو خط لکھا اور کہا کہ اپنے ملک کے علما سے دریافت کر کے اس سوال کا جواب دیں کہ " نبوّت چیست و ولایت چیست - دین چیست ایمان چیست احسان چیست تقویٰ چیست - امر بمعروف چیست نہی از منکر چیست - صراط چیست میزان چیست و عدل و شفقت چیست " جب یہ خط لغرا خان کو ملا - تو اُس نے ماوراءالنہر کے تمام مشہور ائمہ کو بلا کر کہا کہ اس سوال کا جواب لکھیں - انھوں نے چار ماہ کی مہلت مانگی - جب یہ خبر محمد بن عبداللہ کاتب کو جو لغرا خان کا دبیر تھا پہنچی تو اُس نے کہا کہ میں اس سوال کا جواب دو لفظوں میں لکھتا

ہوں۔ قلم اٹھایا اور سوال کے نیچے یہہ عبارت لکھ دی۔ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ" ماوراءالنہر کے تمام عالم اسے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ جب یہہ جواب غزنی بھیجا گیا تو سب نے پسند کیا۔

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی مقالہ اول در کیفیت دبیری)

نیم خوردہ بی بی

سلطان ابوسعید کے زمانہ میں شہر ابہر میں ایک ضعیفہ تھی صفیہ نام جو زہد و عبادت میں مشہور اور طاعت و ریاضت میں معروف تھی۔ زن و مرد اُس کے معتقد تھے۔ ایک روز سلطان ابوسعید کی خواہر رضاعیہ قتلغ خاتون بی بی صفیہ کی زیارت کو گئی۔ میر سراج الدین سراجی بھی وہاں موجود تھے۔ خاتون مذکورہ نے کہا کہ "قدرے از نیم خوردۂ بی بی بمن دہند تا تبرکاً بخانہ برم" میر سراج الدین نے کہا۔ "اے خانم اگر شما رغبت نمایند من تمام خوردۂ بی بی کہ در پیش دارم بشما بدہم"۔ اس پر میر صاحب کی خوب مرمت کی گئی۔ مونہہ سر نیلا ہو گیا۔ چنانچہ سلطان ابوسعید کی خدمت میں آکر شکایت کی اور کہا کہ "اے خداوند لطیفہ از شعرا بہزار درم می خریدند۔ خاتون از من بدہ سیلی خرید"۔ جب تمام ماجرا بیان کر دیا۔ سلطان بہت ہنسا اور پھر جب کبھی خاتونِ مذکورہ کو دیکھتا کہتا کہ "دو لطیفہ از شاعراں ارزاں خریدی"۔

(تذکرہ حسینی)

گر چنین است پس نگہ دارم

ابلہٴ مروزی بہ شہر ہرے — سوئے بازار برد لاشہ خرے
لاغر و سست و پیر و فرسودہ — سم و دندان و استخوان سودہ
جست دلال چست بر پشتش — کرد جنباں بہ سیخہ و مشتش

گفت کاے تاجران دراہرواں | کہ خود مرکب روان وجواں

مروزی گفت اے بجاں یارم
گرچنیں است پس نگہ دارم

یعنی ایسا تیز رفتار ہے تو میں نہیں بیچتا۔

(مجدالدین قاسمی)

آپ کی عمر کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خان وفائی جب اول مرتبہ بابر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ تو بابر نے پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ ۔ شیخ صاحب نے فی البدیہہ یہ جواب دیا۔ کہ میں پانچ برس پہلے چِہل سالہ تھا۔ اور اب چہہل سالہ ہوں۔ اور دو برس کے بعد چالیس سال تمام ہوں گے۔

(چِہل بحساب ابجد = ۳۳ ۔ اور چہہل اسی حساب سے ۳۸ ۔ یعنی میں پانچ برس پہلے ۳۳ سالہ تھا اب ۳۸ سالہ ہوں، اور دو سال کے بعد ۴۰ سالہ ہو جاؤں گا۔)

(منتخب التواریخ)

اجناس ملفوظ

ہادیِ ما حادیِ راہ ہدے | حادیِ ما ہادیِ راہ حدے

(حادی ۔ حدی خوان ۔ حُدی ۔ نغمہ و اشعار یکہ شتربانان می خوانند تا شتر حیث رود)

(۱)۔ اس شعر میں صنعت عکس ہے۔

(۲)۔ صنعت اجناس ملفوظی ہے۔

(۳)۔ صنعتِ تحت النقاط ہے۔

(۴)۔ تمام شعر مقفیٰ ہے۔
(۵)۔ دو بحروں میں پڑھا جا سکتا ہے۔

(ید بیضا)

ہٰذہ الکتبُ اشدُّ علیّ من ثلٰث ضرائر

حضرت امام زُہری کا مطالعۂ کتب کے وقت یہ عالم ہوتا کہ ادھر اُدھر کتابیں ہوتیں اور وہ ان کے مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی۔ بی بی کو یہ گوارا نہ تھا۔ ایک روز بگڑ کر کہا۔

"وَاللّٰہِ ھٰذِہٖ الْکُتُبُ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ ثَلٰثِ ضَرَائِر"

(یعنی خدا کی قسم کہ یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھاری ہیں۔)

(علمائے سلف)

اسی طرح کہتے ہیں کہ ایک طالب علم کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ ان دنوں قطبی پڑھا کرتا تھا۔ مطالعہ میں ایسا مشغول رہتا کہ بی بی کی خبر تک نہ لیتا۔ بی بی نے کسی سے پوچھا کہ میاں دن رات کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے رہتے ہیں۔ جواب ملا کہ وہ آج کل قطبی میں مصروف ہے۔ بی بی بیچاری ناخواندہ تھی۔ سمجھی کہ قطبی شاید کسی عورت کا نام ہے۔ بہت بگڑی اور جب میاں گھر آئے تو بہت غصّے میں آ کر اس کو کہا کہ تم یا مجھے رکھو یا قطبی اماں کو۔ میں یہاں زیادہ نہیں جاتی ہوں۔

(سماعی)

ایجاز و اختصار

گور خاں ختائی نے سلطان معظم سنجر بن ملک شاہ سے لڑائی کی اور لشکر اسلام کو شکست

پہنچائی۔ اور ماوراء النہر کے تمام ملک کا بادشاہ ہوگیا۔ بخارا کا علاقہ گورخاں نے الپتگین برادرزادہ خوارزم شاہ کے سپرد کیا اور اُسے حکم دیا کہ تمام ملکی اور سیاسی کاموں میں وہ خواجہ امام احمد بن عبد العزیز سے جو بخارا کا امام تھا اور اُس زمانہ کا پیشوا تھا۔ مشورہ کرلیا کرے اور اُس کے حکم کے بغیر کوئی کام نکرے جب گورخاں وہاں سے واپس چلاگیا۔ تو الپتگین نے میدان خالی دیکھا۔ اور رعایا پر دست تعدی دراز کیا۔ بخارا کے چند لوگ دادخواہی کے لئے گورخان کے پاس گئے۔ گورخان نے اہل اسلام کے طریقہ پر الپتگین کو یہ خط فارسی زبان میں لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الپتگین بداند کہ میان ما اگرچہ مسافت دور است رضاو سخط ما بدو نزدیک است۔ الپتگین آں کند کہ احمد فرماید۔ واحمد آں فرماید کہ محمدؐ فرمودہ است۔ والسلام"

نظامی عروضی لکھتا ہے کہ "دو بار ما ایں تاویل رفتہ است و آں تفکر کردہ ایم ہزار مجلد شرح ایں نامہ باشد بلکہ زیادت و مجلس بہ غایت ہویدا و روشن است و محتاج شرح نیست و من مثل ایں کم دیدہ ام۔"

(چہار مقالہ نظامی عروضی۔ مقالۂ اول)

مرغ قبلہ نما

مرزا رفیع سودا نے ایک دفعہ اپنا یہ شعر شیخ علی حزیں کو سنایا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

شیخ صاحب کو بہت پسند آیا اور فرمایا کہ "در مرزا رفیع [illegible] یک مرغ قبلہ نما باقی بود آں راہم نہ گذاشتی"

(سماعی)

ہردو کہ می خورند

شیخ ابوالفضل شیخ فیضی اور عرفی ایک روز اکبر بادشاہ کے سامنے بیٹھے تھے - شیخ ابوالفضل اور فیضی نے ازراہِ ظرافت عرفی سے سوال کیا کہ " در مذہبِ شما زاغ حلال است یا عکہ" عرفی خاموش بیٹھا رہا - انہوں نے ہر چند جواب کے لئے اصرار کیا مگر عرفی نہ بولا - بادشاہ نے کہا - مولانا یہ کیا پوچھتے ہیں آپ جواب کیوں نہیں دیتے - اس پر عرفی نے کہا " جہاں پناہا - جواب بدیہی است ہر دو کہ مے خورند "

(عکہ - نوعے از زاغ کلاں)

(تذکرہ حسینی)

جِد اور جَد

وَمَا جَدٌّ بِلَا مَجْدٍ بِجَدّ	بِجِدٍّ لَا بِجَدٍّ كُلُّ مَجْدٍ

(یعنی ہر ایک بزرگی اپنی کوشش سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ آبا و اجداد کے نام لینے سے - اور آبا و اجداد بھی نام لینے کے قابل جب ہی ہوتے ہیں کہ اُن میں شرافت ہو -)

(حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ)

قلم کو مذکر کیوں کہتے ہیں؟

شمس العلماء مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم و مغفور جب گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر تھے ایک طالب علم نے آپ سے سوال کیا - کہ قلم کو مذکر کیوں کہتے ہیں - آپ نے قلم کو [illegible] دوات میں [illegible] دیا اور فرمایا کہ اس لئے -

(سماجی)

ازصنائع چہ آموختی ؟

درویشے را گفتند کہ ازصنائع چہ آموختی ؟ گفت آں را کہ نتیجۂ قناعت است - چہ اندیشۂ صناعت است -

(گلستان قاآنی)

مخفی نماند

مخفی رشتی مردے حقیر جثہ و تیرہ صحبت داشت ب کوکنار معتاد بود - روزے شخصے باو گفت کہ کوکنار از وجودِ تو چیزے باقی نگذاشتہ - مخفی در جواب گفت کہ گناہِ کوکنار نیست - رسم است کہ نویسندگانِ اقطارِ عالم در اولِ مکاتیب می نویسند " مخفی نماناد " لهذا آں چہ از من ماندہ غنیمت است -

(آتشکدۂ آذر)

---

۱ - ۲ - ۳ - ۴

پہلے مصرعہ کے حروف مقطوع - دوسرے کے موصول بدو حرف - تیسرے کے موصول بسہ حرف - چوتھے کے موصول بچار حرف

اے درد ل زارم زدہ روت آزر - ۱

خالت برخت رگل تو مافتہ تر - ۲

خطت ملب شکر ستکین مشک ختن - ۳

چشمت عبہر تبسم گیسو عنبر - ۴

(حافظ علی - روضۃ الصفا - جلد ہفتم)

نواب صاحب کا شجرۂ نسب

داد نواب نسب نامۂ خود را بہ فقیر
بہ تتبع ز تواریخ بجوییم کہ بہ کہ ؤ ؤ ؤ ؤ

تا بیابم ز کجا ایں دُرِ نایاب رسید
نسب سامی ایں گوہر خوش آب رسید

من بیچارہ بخودم چہ قدر سعی و تلاش
تا بہ آدم نسبِ سامیِ نواب رسید

(دیوان نعمت خان عالی)

یارب ایں قاعدۂ شعر بگیتی کہ نہاد

اثیر الدین ادمانی نے قصائد مدحیہ اور قطعات تقاضائے صلہ کی بیہودگی اور فرومائگی کیسے مدلل اور موثر پیرایہ میں بیان کی ہے۔

یارب ایں قاعدۂ شعر بہ گیتی کہ نہاد
کہ چو جمع شعرا خیر دو گیتیش مباد

اے برادر بجہاں بدتر ازیں کاری نیست
ہاں وہاں تا نکنی تکیہ بریں بے بنیاد

خود از آنکس چہ بکاہد کہ تو گوئیش بخل
یا بر آں کس چہ فزاید کہ تو اش گوئی راد

کاغذے پر کنی از حشو و فرستی بہ کسے
بس برنجی کہ مرا کاغذِ زر نفرستاد

آں نہ خود حجتِ شرعی بہ خط دیوانی است
پس از اں خط بتو چیزیش چرا باید داد

ویں چہ تر اشد است دگر بارہ کہ ابیات مدیح
گر بود بہفت ۔ فرستی بہ تقاضا ہفتاد

پس بدیں ہم نشوی قانع و از پے تازی
بسوئے خانۂ ممدوح چو تیرے ز کشاد

ہجو آئینہ نہی بر درِ او پیشانی را
از نواو سترم کتہ ہجو عروس از داماد

آنچہ مقصود ز شعر است چو در گیتی نیست
شاعراں را ہمہ زیں کار خدا توبہ دہاد!

ظہیر فاریابی قصیدہ گوئی اور صلہ جوئی تو خیر ۔ غزل سے بھی اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔

مرا ز دستِ ہنرہائے خویشتن فریاد
کہ ہر یکے بدگر گونہ داردم ناشاد

ز رگتر ز ہنر در زمانہ عیبے نیست	زمن بپرس کہ این عیب بر تو چوں افتاد
کمینہ پایۂ من شاعری ست خود بنگر	کہ چند بار ز دستش کشیدہ ام بیداد
گہے لقب نہم آشفتہ زنگئے را حور	گہے خطاب کنم سست سفلۂ را راد
ز جنس شعر غزل بہتر است و آنہم نیست	بنا نہنے کہ تواں ساختن برو بنیاد
مرا از آنچہ کہ شیریں بسے ست در کشمیر	مرا از آنچہ کہ دوشیں بسے ست در نوشاد
ہمیں گلے کہ ازو بشگفد مرا ایں است	کہ بندہ خواندم خود را و سرو را آزاد

درین زمانہ چوں فریاد رسے نمی یابم
مرا رسد کہ رسانم بر آسماں فریاد

(آتشکدۂ آذر)

ایک عجیب تاریخ

کسی صاحب نے میر عبدالواحد اکبر بلگرامی کی ایک صوری و معنوی تاریخ وفات لکھی ہے۔ جس میں علاوہ سال کے مہینہ تاریخ اور دن کی تعین بھی ہے۔

چو رفت واحد صوری و معنوی گفتم	ہزار و ہفدہ شب جمعہ ماہ صوم و سیوم

تاریخ وفات سیوم ماہ رمضان شب جمعہ ۱۰۱۷ھ ہے۔ چنانچہ ظاہری طور سے صاف الفاظ میں بتا دیا گیا ہے۔ اُدھر معنوی طریق سے دیکھئے کہ دوسرے مصرعہ کے عدد بحساب ابجد (۱۰۳۷) بنتے ہیں جو اصل تاریخ سے (۲۰) زیادہ ہیں۔ پس ایک نہایت نازک تعمیہ سے (۲۰) کے عدد کو حساب سے خارج کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے (چو رفت واحد صوری و معنوی) واحد صوری۔ یعنی (و = ۶) (ا = ۱) (ح = ۸) (د = ۴) یعنی (۱۹) [illegible] (۱) کل بیس۔ حاصل کلام یہ کہ (۱۰۳۷) سے (۲۰) خارج کرو۔ باقی (۱۰۱۷) رہ جاتا ہے۔ (خزانۂ عامرہ)

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

نیازی بخارا کا ایک شاعر تھا۔ ایک دفعہ اُس نے سر مجلس اپنے یہ شعر پڑھ کر سنائے۔

برفلک نیست شفق بادۂ گلفام من است	رندِ دُردی کشم و طاسِ فلک جام من است
تا نیازی شدہ در ملکِ سخن خسرو عہد	نامِ جامی شدہ منسوخ کنوں نام من است

اتفاقاً اُس وقت دیوان جامی بھی موجود تھا۔ کسی نے اُس کو کھولا اور کتاب کھولتے ہی یہ شعر نکلا۔

چرخ را جام نگوں دان کز مے عشرت تہی ست

بادہ از جام نگوں جستن نشان ابلہی ست

جب یہ شعر پڑھا گیا۔ تو نیازی بہت شرمندہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسی شرمساری کی وجہ سے نیازی کو اپنا وطن چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا۔ (منتخب التواریخ بدایونی)

عصا خفت است

ایک مشاعرہ میں مرزا غالب نے ایک فارسی غزل پڑھی جس کا مطلع یہ تھا۔

بوادیے کہ دراں خضر را عصا خفت است

بسینہ مے سپرم رہ اگرچہ پا خفت است

جلسہ میں مولوی امام بخش صہبائی۔ مولوی صدر الدین آزردہ۔ میر ممنون۔ عبدالرحمٰن خان احسان اور نواب مصطفےٰ خان حسرتی بھی موجود تھے۔ مولوی امام بخش صہبائی کے ایما سے مفتی صدر الدین خان نے مرزا غالب کے مطلع پر اعتراض کیا اور کہا کہ "عصا خفت است" میں کلام ہے۔ مرزا صاحب نے اس پر فرمایا۔ "بابا! من ہندی نژادم۔ عصائے مرا زود گرفتی و عصائے آں شیخ شیراز را نہ گرفتی کہ در گلستاں فرمود ع وے بجملۂ اول عصائے شیخ بخفت"

(سماعی)

صنعت قلب

کلام مجید میں ہے "کُلٌّ فِی فَلَکٍ" ان الفاظ کو سیدھا پڑھو یا اُلٹا ایک ہی عبارت پیدا ہوتی ہے۔ (ک ل ف ی ف ل ک) ۱-۲-۳-۴-۳-۲-۱)۔ اسی طرح ہے "رَبَّکَ فَکَبِّر"

اس جملہ کو بھی جدھر سے پڑھو عبارت میں کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ (سا - ب - اٹ - ف - ک - بپ)
۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۳ - ۲ - ۱

اسے صنعتِ قلب کہتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید عمادالدین موسوی نے قاضی عبدالوہاب مشہدی کے پاس جاکر بیان کیا کہ مجھے ایک ایسا جملہ ملا ہے جو مقلوب مستوی ہے۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ وہ کیا؟ سید عمادالدین نے جواب دیا کہ "مرادے دارم" (م را دے دا رم) قاضی صاحب نے فی البدیہہ کہا۔ کہ "برآید یارب" (ب ر آ ی دی ا ر ب)۔

(ہفت قلزم جلد ہفتم)

وہ شعر جس میں سب سے زیادہ جھوٹ بولا گیا

ابو اسحاق ابراہیم نے اپنے معشوق کے تبسم کی تعریف اس طرح کی ہے۔

حتی اذا طاح عنها المرط من دهش	والحل بالضم سلك العقد فی الظلم
تبسمت فاضاء اللیل فالتقطت	حبات منتثر فی ضوء منتظم

یعنی اُس سے ملتے وقت گھبراہٹ میں اُس کی چادر گر گئی۔ اور بغل گیری کرتے ہوئے اُس کے ہار کی لڑی اندھیری راتوں میں ٹوٹ گئی۔ وہ ہنس پڑی اور اُس کے دانتوں کی چمک سے اتنی روشنی ہوگئی۔ کہ اُس نے بکھرے ہوئے موتیوں کے دانے زمین سے چُن کر اکٹھے کر لئے۔

(ابن خلکان ترجمۂ ابواسحاق)

مُعمّا بہ اسم مہتاب رائے

ہے کیونکر کہے سب کا راُلٹا
ہم اُلٹے۔ بات اُلٹی۔ یار اُلٹا؟

ہم اُلٹے (مہہ) بات اُلٹی (تاب) یار اُلٹا (رائے) یعنے مہتاب رائے۔

(کلیات مومن)

سوال جواب

کچک بیگ بیرم خاں کا بخشی تھا۔ اُس کی اور نویدی شاعر کی آپس میں ہمیشہ نوک جھونک رہتی تھی۔ ایک دفعہ کچک بیگ نے نویدی کو کہا۔ "اے سگ رابرن گرمی عوری؟" نویدی نے معًا جواب دیا۔ "روا باشد کدام سگ در بار سماگر خواہد خورد"
(منتخب التواریخ)

حجاج ابن یوسف اور سعید ابن جبیر

مشہور جلیل القدر تابعی حضرت سعید ابن جبیر رحمت اللہ علیہ سے دولت بنی اُمیہ مخالف ہو گئی تھی ایک روز حضرت سعید پکڑے ہوئے حجاج ابن یوسف کے سامنے پیش ہوئے۔

حجاج - آنحضرت صلعم کی نسبت تمہارا کیا قول ہے۔

سعید - آپ نبی رحمت اور امام ہدیٰ تھے۔

حجاج - خلفاء کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

سعید - لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْل (میں اُن کا محاسب نہیں ہوں)۔

حجاج - کون ان میں سب سے بہتر تھا۔

سعید - اَرْضَاهُمْ لِخَالِقِيْ (جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔

حجاج - کون سب سے زیادہ راضی برضا تھا۔

سعید - عِلْمُ ذٰلِكَ عِنْدَ الَّذِيْ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ۔
(عالم الغیب اسے اچھا جانتا ہے)

ایسے اور بہت سوال جواب ہوتے رہے مگر حضرت سعید ابن جبیر نے ظالم حجاج کو گرفت کا کوئی موقعہ نہ دیا۔
(علمائے حدیث)

بدیہہ گوئی

کہتے ہیں کہ ایک دن سلطان محمود غزنوی نے کسی وجہ سے ایاز کو حکم دے دیا کہ اپنی زلفیں کاٹ

ڈالے۔ ایاز نے امتثال امر میں اپنی زلفوں کو کاٹ دیا۔ بعد میں سلطان محمود اپنے اس حکم پر پشیمان ہوا اور سخت اندوہگیں ہو کر بیٹھا تھا کہ عنصری نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے جس پر سلطان محمود خوش ہو گیا اور عنصری کو انعام دیا۔

گر عیب سر زلف بت از کاستن است	چہ جائے بغم نشستن و خاستن است
وقت طرب و نشاط و مے خواستن است	کاراستن سرو ز پیراستن است

(ہفت [illegible] بہار ہفتم)

ایجاز

لمغان کے لوگوں نے قحط سالی اور کفار کی دستبرد کی شکایت محمود غزنوی کے دربار میں جا کر کی۔ اس پر خواجہ حسن میمندی نے از راہ رحم اُن کا ایک سال کا مالیہ معاف کر دیا۔ دوسرے سال پھر ان لوگوں نے دربار محمودی میں جا کر وہی داویلا کیا۔ چنانچہ اُس سال کا مالیہ بھی معاف ہو گیا۔ تیسرے سال پھر اُنھوں نے بے حیائی کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر بادشاہ کی خدمت میں مالیہ کی معافی کی درخواست کی۔ دربار کے تمام لوگ سمجھ گئے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ خواجہ حسن میمندی نے اس دفعہ اون کی درخواست پر یہ جملہ لکھ کر درخواست نامنظور کر دی کہ "اَلْخَرَاجُ خَرَاجٌ" اَدَاؤُہٗ دَوَاؤُہٗ۔ یعنی خراج ریش ہزار چشمہ است۔ گذاردن آں دوائے اوست۔ اس کے بعد یہ جملہ ضرب المثل ہو گیا۔

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی۔ مقالہ اول)

رجعت قہقری

نے چو تو پس رو کہ ہر دم پس تری	سوئے سنگی میروی از گوہری
ہمچناں کاں خواجہ را مہماں رسید	خواجہ را تا عمر ستش بپرسید
گفت عمرت چند سال است اے پسر	بازگوئی و در مدزد و بر شمر
گفت ہجدہ ہفدہ یا شانزدہ	اے برادر خواندہ یا کہ پانزدہ
گفت واپس واپس اے خیرہ سرت	باز مے رو تا بہ کس مادرت

(مثنوی مولانا روم)

خوب گفتی اَمّا خیلے طول گفتی

خان آرزو نے ایک ایرانی سوداگر کے سامنے اپنا یہ شعر سنا کر داد چاہی -

سیہ چُوری بدست آں نگار نازنیں دیدم

بہ شاخ صندلیں پیچیدہ مارِ عنبریں دیدم

سوداگر اگرچہ محض ناخواندہ تھا - مگر اہل زبان تھا - کہنے لگا " خوب گفتی اما خیلے طول گفتی "

اور پھر کہا کہ شعر اس طرح ہونا چاہئے تھا -

سیہ چُوری بدست آں نگارے

بہ شاخ صندلیں پیچیدہ مارے

(سماعی)

چُوں نہ داری رزق کمتر آفریں

خواست اندر مصر قحطے ناگہاں	خلق مے مردند و مے گفتند ناں
از قضا دیوانۂ چوں آں بدید	خلق مے مردند و ناہد ناں پدید
گفت اے دارندۂ دنیا و دیں	چوں نہ داری رزق کمتر آفریں

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

ایک نحوی کا مکالمہ ایک مریض کے لڑکے سے

ایک نحوی کسی مریض کی عیادت کے لئے گیا - دروازہ کھٹکھٹایا - مریض کا لڑکا باہر آیا -

اس پر نحوی نے اس سے پوچھا -

نحوی - کَیفَ وَجَدْتَ اَبَاکَ -

لڑکا - وَرَمَتْ رِجلَیہِ -

نحوی - غلط مت بولو اس طرح کہو کہ " وَرَمَتْ رِجْلَاہُ " اچھا اور سناؤ

لڑکا - ثُمَّ وَصَلَ الوَرَمُ اِلیٰ رُکبَتَاہُ -

نحوی - پھر تم نے غلطی کی۔ "سُرَّکَبْتُمْبِرِ" کہو۔ اچھا پھر کیا ہوا۔

لڑکا - ثُمَّ مَاتَ وَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ فِی بَطْرِ عَیَالِہٖ وَعَیَالِ سِیْبَوَیْہِ وَنِفْطَوَیْہِ وَجَشْتُوَیْہِ۔

(الظرائف للادیب الظریف)

مَادَرْبَخطا

مولانا نامی سبزواری کا مطلع ہے۔

لا فد تخطت نافہ نہ بے بے سرو پائے	غماز سیہ کاسہ مادر بخطائے

(خطا و ختن کے نافے مشہور ہیں۔) (تذکرۂ عینی)

ٹیڑھی کھیر

مشہور ضرب المثل ہے کہ مجھ سے یہ ٹیڑھی کھیر نہیں کھائی جاتی۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ایک اندھے کو کسی نے کہا کہ آؤ حافظ جی کھیر کھاؤ۔ اندھے نے کھیر پہلے کبھی کھائی نہ تھی۔ پوچھا کہ کھیر کیا چیز ہوتی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ کھیر سفید ہوتی ہے۔ اندھے کو سفید و سیاہ کی تمیز کیونکر ہوتی۔ پھر پوچھا کہ سفید کس طرح؟ جواب ملا۔ کہ بگلے کی گردن کی طرح۔ اندھے کو بگلے کی گردن کی کیفیت بھی معلوم نہ تھی۔ پوچھا کہ بگلے کی گردن کیسی ہوتی ہے۔ اُس شخص نے اپنے بازو اور ہاتھ کو ٹیڑھا کر کے بگلے کی گردن کی شکل بنائی۔ اور حافظ صاحب کو دکھائی۔ حافظ نے جب اُس خمیدہ ہاتھ اور بازو کو ہاتھوں سے ٹٹولا۔ تو فوراً بول اُٹھے۔ نہ بابا مجھ سے یہ ٹیڑھی کھیر نہیں کھائی جاتی۔

سرقہ۔ توارد یا ترجمہ

اسے من قبیل سرقات شعری سمجھئے یا توارد یا ترجمہ۔ اُردو اور فارسی شاعری میں ہزارہا مثالیں ایسی موجود ہیں کہ عربی شاعر کا پورا مضمون بعینہٖ اردو اور فارسی زبان کے شاعروں نے اپنے کلام میں داخل کر لیا ہے۔ چند مثالیں اُس کی ملاحظہ ہوں۔

(۱) فارسی کا مشہور شعر ہے۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ | باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

ادھر عربی میں منصور حلاج کا شعر دیکھئے ایک لفظ کا فرق نہیں -

القاہ فی الیم مکتوفا وقال لہ | ایاک ایاک ان تبتل بالماء

(ابن خلکان ترجمہ منصور حلاج)

(۲) نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ابن الساعاتی موصلی نے سلطان صلاح الدین کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے - جس کا ایک شعر یہ ہے -

وانی امرؤ احببتکم لمکارم | سمعت بہا والاذن کالعین تعشق

بشار بن برد کا ایک شعر بھی انھیں معنوں میں ہے -

یا قوم اذنی لبعض الحی عاشقۃ | والاذن تعشق قبل العین احیانا

(ابن خلکان ترجمہ موفق الدین)

(۳) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے مشہور شعر ہیں -

دوست نبود آنکہ در دولت زند | لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست | در پریشاں حالی و درماندگی

ادھر عربی شعر دیکھئے -

دعوی الاخاء علی الرخاء کثیرۃ | بل فی الشدائد تعرف الاخوان

---

(۴) فارسی کے مشہور شعر ہیں جو ہر ایک کی زبان پر ہیں -

یاد داری کہ وقت زادنِ تو | ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
آنچناں زی کہ وقت مردنِ تو | ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

دیکھئے اسی مضمون پر عربی شعر - ایک لفظ کا فرق نہیں -

وَلَدَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ آدَمَ بَاكِيًا
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُونَ سُرُورًا

فاجهد لنفسك ان تكون اذا بكوا
فی يوم موتك ضاحكا مسرورا

(کشکول بہاء الدین عاملی)

(۵) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں لکھا ہے۔

اگر روزی بدانش برفزودے	زناداں تنگ تر روزی نبودے
بناداں آنچناں روزی رساند	کہ دانا اندراں حیراں بماند

عربی میں ابو تمام کے شعر ملاحظہ ہوں۔ سر مو فرق نہیں۔

ینال الغنی فی الدهر من هو جاهل	ویکدی الغنی فی الدهر من هو عالم
ولو کانت الارزاق تجری علی الحجا	اذن هلکت من جهلهن البهائم

(۶) شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہو اور پست قامت ہو تو ہو

عاصم بغدادی نے ایک قصیدہ شیخ ابو اسحاق قدس سرہ کی مدح میں لکھا تھا۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

اذا کان الفتی ضخم المعانی	فلیس بضیرہ الجسم النحیل

(ابن خلکان ترجمہ شیخ ابو اسحاق)

(۷) مرزا عبد القادر بیدل کا مشہور شعر ہے۔

تو کریم مطلق و من گدا چہ کنی جز ایں کہ نخوانی ام
در دیگرے بنما کہ من بکجا روم چو برانی ام

عربی میں عبد الحکیم کا شعر ہے۔

فلای باب غیر بابک ارجع	وبای جود غیر جودک اطمع

(۸) قسمت سے ہی لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

بعینہ اسی مضمون پر عربی شاعر کا شعر دیکھئے۔

وَمَا فَاتَنِي شَيْءٌ سِوَى الْخَطِّ وَحْدَهُ		وَأَمَّا الْمَعَانِي فَهِيَ عِنْدِي غَرَائِزُ

~~~~~~~~

(۹) فارسی شعر ہے۔

گر نبودے عزم جوزا خدمتش		کس نہ دیدے بر میان او کمر

یہ لفظی ترجمہ ہے اس عربی شعر کا۔

لَوْ لَمْ يَكُنْ نِيَّةُ الْجَوْزَاءِ خِدْمَتَهُ		لما رأيت عليها عقد منطقة

(ہفت قلزم)

~~~~~~~~

(۱۰) اسی طرح اور مثال دیکھئے۔

اذا اکرم الرحمٰن عبداً لعزہ	(عربی)	فلن یقدر المخلوق یوماً یھینہ
ومن کان مولاہ العزیز اھانہ		فلا احد بالعز یوماً یعینہ
ہرکہ گرداندش خدائے عزیز	فارسی	خوار کردن کسیش نتواند
وانکہ خوارش کند خدا نبود		ہیچکس کش عزیز گرداند

~~~~~~~~

(۱۱) ابو اسحاق بن ابراہیم بن یحییٰ کے شعر ہیں۔

تالو ترکت الشعر فقلت ضرورۃ		باب الدواعی والبواعث مغلق
خلت الدیار فلا کریم یرتجی		منہ النوال ولا ملیح یعشق

قاضی عماد کے یہ شعر بعینہ ان اشعار کا ترجمہ ہیں۔

دوستاں گویند عابد با چنیں طبع لطیف		چیست کاشعار و غزل از تو فراواں برنخاست
گر اشعر و غزل گویم بپوں در عہد ما		شاہدے موزوں و ممدوحے زرافشاں برنخاست

انوری کے ان شعروں کا ماخذ بھی اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ (منتخب التواریخ)

خاطرے چوں آتشم ہست و زبانے ہمچو آب		فکرت تیز و ذکائے نیک و شعرے بے خلل
اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح		وے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل
~~~~~~~~

(۱۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں مشہور فارسی شعر ہے

ہمیں بس بود حق شناسی او	کہ کردند شک در خدائی او

دیکھو یہ اُس عربی شعر کا ترجمہ ہے جو امام شافعی رہ سے منسوب ہے۔

کفیٰ فی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیہ انہ اللہ

~~~~~~~~

(۱۳) عربی کے مشہور شعر ہیں۔ جو حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ سے منسوب ہیں۔

علیّ ثیاب لو تقاس جمیعہا	بفلس لکان الفلس منہن اکثرا
وفیہن نفس لو تقاس ببعضہا	نفوس الوریٰ کانت اجل و اکبرا
وما ضرّ نصل السیف اخلاق غمدہ	اذا کان عضباً حیث وجہتہ برا

اسی مضمون کو دیکھئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی شعر میں ادا کیا ہے اور بات کو کہاں سے کہاں پونچا دیا ہے۔

مردے کہ ہیچ جامہ ندارد باتفاق	بہتر ز جامہ کہ درو ہیچ مرد نیست

~~~~~~~~

(۱۴) عربی کے شعر ہیں جو اعلیٰ درس کے ہیں۔

اِذَا مَا اَتَاکَ الدَّھْرُ یَوْمًا بِنَکْبَۃٍ	فَاَفْرِغْ لَھَا صَبْرًا وَّ وَسِّعْ لَھَا صَدْرًا
فَاِنَّ تَصَارِیْفَ الزَّمَانِ عَجِیْبَۃٌ	فَیَوْمًا تَرٰی یُسْرًا وَّ یَوْمًا تَرٰی عُسْرًا

لسان الغیب خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ نے ان دونوں شعروں کے مضمون کو دیکھئے کس خوبصورتی کے ساتھ ایک ہی شعر میں بیان فرما دیا۔

اے دل اَر سیلِ فنا بنیادِ ہستی برکند	چوں ترا نوح است کشتیبان ز طوفاں غم مخور

~~~~~~~~

(۱۵) فارسی کا یہ شعر زباں زد خلائق ہے۔

نوشتہ ماند سیہ بر سفید	نویسندہ را نیست یکدم امید

غالباً اس مضمون کا ماخذ عربی کا یہ شعر ہے۔ یا بالعکس۔
~~~~~~~~

اسی مضمون پر ایک اور عربی شعر ہے۔

يَلُوحُ الخَطُّ فِي القِرْطَاسِ دَهْرًا | وَكَاتِبُهُ رَمِيمٌ فِي التُّرَابِ

(۱۶)

على المرء ان يسعىٰ على الخير جهده | وليس عليه ان تتم المطالب

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس | در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

(۱۷)

فليس بتدبير الكواكب ما ترى | ولكنه تدبير رب الكواكب

از چشم خود بپرس کہ ما را کہ می کشد | حافظ | جانا گناہ طالع و جرم ستارہ نیست

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں | صبا | کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

زترتیب نظام آفرینش چوں نہ آگاہ | عرفی | حوادث را ز تاثیر نجوم آسماں بینی

آنجا کہ خط و عقد رد و قبول تست | نظیری | حکم ستارہ باطل و علم قضا غلط

(۱۸)

أَرْبَعَةٌ مُذْهِبَةٌ لِكُلِّ هَمٍّ وَحَزَنْ | الماء والقهوة والخضرة والوجه الحسن

چہار چیز کہ دل می برد کدام چہار | شراب و سبزہ و آب رواں و روئے نگار

(۱۹)

بكت عنان فجرى دمعها | كاللؤلؤ المرفض من خيطه

(دیوان ابونواس)

اسی تشبیہ کو امیر مینائی نے ایک اور انداز میں بیان کیا ہے۔

تصور میں زلفوں کے رویا کیا | میں بالوں میں موتی پرویا کیا

(صنمخانۂ عشق۔ امیر)

(۲۰) ابونواس اپنے ممدوح کی ذات میں تمام دنیا کے اوصاف جمع کر کے پھر اس کا ثبوت اس طرح دیتا ہے۔

ليس من الله مستنكر | ان يجمع العالم في واحد

عنصری گویا اسی کا ترجمہ کرتا ہے۔

گر کس نتوانی دیدن ہمہ جہان است او		برین سخن ہنر و فضل او بس است گوا
کس از خدائے ندارد عجیب اگر دارد		ہمہ جہان را اندر یکے تن تنہا

(۲۱) ــــــــــــــــ (شعر العجم)

اذا رأیت نیوب اللیث بارزۃ	متنبی	فلا تظنن ان اللیث مبتسم
نباید شد از خندۂ شہ دلیر		نہ خندہ است دندان نمودن ز شیر

(۲۲) ــــــــــــــــ (اسدی طوسی) (شعر العجم)

اتنکر موتھم وانا سھیل	متنبی	طلعت بموت اولاد الزناء
ولد الزنا ست حاسد من آں کہ طالع من		ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی

(۲۳) ــــــــــــــــ (نظامی) (شعر العجم)

لِسَانِی کَتُومٌ لِاَسْرَارِکُمْ فَلَوْلَا دُمُوْعِی کَتَمْتُ الْھَوٰی		وَدَمْعِی نَمُوْمٌ لِسِرِّیْ مُذِیْع وَلَوْلَا الْھَوٰی لَمْ یَکُنْ لِیْ دُمُوْع

(مامون)

ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز		وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

(حافظ)

اَیُّھَا الْقَاضِیْ بِقُم

صاحب کافی اسمٰعیل بن عباد ایک وزیر تھا۔ اور علم و فضل میں کمال رکھتا تھا۔ شہر قُم کے قاضی کے برخلاف کئی شکایتیں رشوت ستانی کی ہوئیں۔ اور پایہ ثبوت کو پہنچیں۔ وزیر نے قلم برداشتہ یہ حکم قاضی کے پاس لکھ کر بھیجا کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَیُّھَا الْقَاضِیْ بِقُمْ قَدْ عَزَلْنَاکَ فَقُمْ" یعنی اے قم کے قاضی ہم نے تمھیں معزول کر دیا سند قضا سے اُٹھ کھڑے ہو۔

(چہار مقالۂ نظامی عروضی سمرقندی، مقالۂ اول)

کہتے ہیں کہ جب یہ خط قاضی کو ملا۔ تو اُس نے کہا کہ "مَا عَزَلَنِیْ اِلَّا ھٰذِہِ السَّجْعَۃ"

یعنی مجھے اس منحوس فقرہ نے معزول کیا۔ اگر وزیر کو یہہ عجیب وغریب فقرہ نہ سوجھتا تو میری معزولی کا حکم کبھی نہ نکلتا۔

(خزانۂ عامرہ)

عاشق کا جواب ناصح کو

قد قال لی العاذل فی حبہ ... وقولہ زور وبہتان
ما وجہ من احببتہ قبلۃ ... قلت ولا قولک قرآن

یعنی ناصح نے مجھے کہا کہ تیرے معشوق کا چہرہ قبلہ تو نہیں کہ تو اُس کا طواف کرتا رہتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ تیری بات بھی قرآن نہیں کہ میں اُس پر عمل کروں۔

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

اصطلاحات صرف

"یوں صحیح شدہ است کہ در عبارت کاتب لفظ صحیح[1] ہم معلول است۔ فضلائے دافرادب باید کہ خطا نہ گیرند۔ کہ خطا[2] نزدیک ہمہ مہموز است وزبان خود را کہ الف[3] ست ساکن در تخطیہ حرکت نہ دہند کہ ہمزہ ماخوذ گردد۔ وہر کہ قول[4] مرا اجوفش بہ عین اعلال مواخذ است تصحیح فرمائے
ع مدت عمر او مضاعف[5] باد۔

(۱) اول یہہ کہ لفظ صحیح معلول ہے کیونکہ اس میں ی حرف علت ہے۔ دوم یہ کہ کوئی صحیح بات بھی علت سے خالی نہیں۔

(۲) اول یہہ کہ لفظ خطا مہموز ہے کیونکہ اسمیں حرف ہمزہ ہے۔ دوم یہ کہ خطا بینی اور نکتہ چینی معیوب ہے (مہموز = معیوب)

(۳) الف ساکن کو اگر محرک کریں تو ہمزہ ہو جاتا ہے۔ اور حرکت زبان۔ در تخطیہ یوں بھی عیب ہے۔ (ہمزہ = عیب)

(۴) لفظ قول کا جوف یعنی حرف و حرف علت ہے۔ یا یہہ کہ میرا کلام سراسر علت سے پُر یعنی ناقص ہے۔

مضاعف۔ اول دو حرف۔ دوم اصطلاح صرف۔ (اعجاز خسروی)

مقولۂ ابو علی سینا

۔ ابو علی قدس سرہٗ گفتہ کہ "از ہر چیزے کہ چیزے بسود۔ چیزے بماند۔ مگر شریعت کہ چوں ازاں چیزے بشود۔ چیزے نماند" (نفحات الانس)

ابن المطرز کی حاضر جوابی

شریف مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک روز غرفہ میں بیٹھے تھے کہ گلی میں ابن المطرز شاعر کا گزر ہوا ابن المطرز کے پاؤں میں پھٹی پرانی جوتیاں تھیں اور چلنے میں گرد اُڑ رہی تھی۔ شریف مرتضیٰ نے حکم دیا کہ ابن المطرز کو حاضر کیا جاوے۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو شریف مرتضیٰ نے کہا کہ کیا یہ تمہارا ہی شعر ہے۔

إذا لم تبلغني إليكم ركائبي		فلا وردت ماء ولا رعت العشبا

(یعنی اگر میری سواری مجھے تم تک نہ پہنچائے تو اُسے دانہ پانی نصیب نہ ہو) ابن المطرز نے کہا کہ ہاں یہ میرا ہی شعر ہے۔ شریف مرتضیٰ نے ابن المطرز کی جوتیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا یہی تمہاری سواری ہے جس کا تم نے شعر میں حوالہ دیا ہے۔ ابن المطرز نے جواب دیا۔ کہ حضور جب سے آپ کی بخشش کی یہ حالت ہو گئی ہے جیسا آپ نے فرمایا ہے۔

وخذ النوم من جفوني فإني		قد خلعت الكرى على العشاق

(یعنی میری پلکوں سے نیند لے لو کیونکہ میں نے عاشقوں کو بخش دی ہے) اُس وقت سے میری سواری کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔ کیونکہ آپ ایسی چیزیں بخشتے ہیں جو آپ کی ملک نہیں۔ اور ان لوگوں کو بخشتے ہیں جو انہیں قبول نہیں کرتے۔ اس جواب پر شریف مرتضیٰ شرمندہ ہو گیا اور حکم دیا کہ ابن المطرز کو انعام دیا جاوے۔

(زاغچۃ الیمن)

چو دشنامے شنیدی لب فرو بند

چو دشنامے شنیدی لب فرو بند	کہ سالم مانی از دشنام دیگر
چہ خوش گفت آں حکیم نکتہ پرور	کہ بر حال آفریں با دستش زداور
خرے را گر بزید دم حلد خمار	(کلیات قاآنی)
شود محکم براز برجستن خر	

دو ہموزن مصرعے

نشست سر در اہل کرم مجلس خاص	دو جواں سہ خواں دو سہ خواں خواستاں خواں چہ خواں کہ نخواست

اس شعر کے دونوں مصرعے ہموزن ہیں۔ لیکن دیکھو ایک مصرعے کے ۲۲ حروف۔ اور دوسرے کے ۳۴ حروف ہیں۔

صنعتِ قلب

شاہزادہ میرزا خادم حسین نے میر نظام الدین علی شعر کو کہا کہ مجھے ایک لفظ ملا ہے جو مقلوب مستوی ہے۔ میر صاحب نے پوچھا وہ کونسا لفظ ہے۔ شاہزادہ نے جواب دیا کہ "کاواک" (ک ا و ا ک) میر صاحب نے فی البدیہہ کہا "شاباش" (ش ا ب ا ش)

(ہفت قلزم جلد ہفتم)

شر العلماء و خیر الملوک

ایک حکیم کا قول ہے کہ "شر العلماء من لازم الملوک و خیر الملوک من لازم العلماء" یعنی علماء میں سے بدترین وہ ہے جو ہمیشہ بادشاہوں کی صحبت میں رہے اور بادشاہوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو ہمیشہ عالموں کی صحبت میں رہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمت نے بھی بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے یہی خیال ظاہر فرمایا ہے۔

گرچہ عمل کار خردمند نیست		چہ بخورد مرد مفر ما عمل

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

صحابہ میں سے کون افضل تھا

خلیفۂ دمشق ہشام بن عبدالملک نے اپنا ایک معتمد قاصد امام اعمش کوفی کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوبیاں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی برائیاں لکھوا لائے۔ جب قاصد نے خلیفہ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے پڑھ کر ایک بکری کے منہ میں دے دیا جب بکری اسکو چبا چکی۔ تو امام صاحب نے قاصد کو کہا کہ اپنے آقا کو جا کر کہہ دینا کہ یہی آپ کے خط کا جواب ہے۔ قاصد کو حکم تھا کہ جواب جو کچھ بھی ہو۔ تحریری لایا جائے۔ لہٰذا اُس نے بہت منت کی لہذا اُس نے بہت منت کی کہ جواب لکھ دیجئے۔ اس کے اصرار پر آپ نے یہ جواب لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد فیا امیر المومنین لو کان لعثمان رضی اللہ عنہ مناقب اھل الارض ما نفعتک۔ و لو کانت لعلی رضی اللہ عنہ مساوی اھل الارض ما ضرتک فعلیک بخویصۃ نفسک والسلام۔

(یعنی اے امیر المومنین اگر حضرت عثمان رضہ میں سارے جہان کی خوبیاں تھیں تو اُن سے تم کو کچھ فائدہ نہیں اور اگر حضرت علی رضہ میں دنیا بھر کی برائیاں تھیں تو تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ پس تم خاص اپنے نفس کی خبر لو۔ والسلام۔ علمائے سلف

ہٰذہ الواؤ احسن من واوات الاصداغ

خلیفہ مامون الرشید نے یحیٰی بن اکثم سے کسی امر کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ "لا و ایّد اللہ الامیر"۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ یہ واؤ کیا برمحل ہے اور کتنی ضروری ہے (کیونکہ اگر صرف یہ کہتا کہ "لا ایّد اللہ الامیر" تو یہ معنے بھی ہو سکتے تھے۔ کہ

خدا امیر المومنین کی تائید نہ کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کے پاس ایک کپڑا دیکھا اور پوچھا کہ کیا بیچتے ہو؟ اُس نے جواب دیا "لَا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ خدا آپ کی زبانوں کو درست کرے اس طرح کیوں نہ کہا کہ "لَا وَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ"

صاحب بن عباد کا مقولہ ہے کہ "هٰذِهِ الْوَاوُ اَحْسَنُ مِنْ وَاوَاتِ الْاَصْدَاغِ" یعنی یہ واو زلفوں کی واؤں (یعنی زلفوں کے پیچ و خم) سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

مقلوب مستوی

مندرجۂ ذیل شعر کو سیدھا پڑھئے یا اُلٹا ایک ہی عبارت پیدا ہوگی۔

شکر دہنا سے غمے مباری
درد یدآئی مے مغانہ درکش

ش ک ر د ہ ن ا س غ م ے م ب ا ر ی
1-2-3 ←

د ر د ی د آ ئ ی م ے م غ ا ن ہ د ر ک ش
→ 3-2-1

اس صنعت میں ایک با معنی شعر لکھنا اگر شاعری کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آج کل کئی لوگ کہیں گے کہ تضییع اوقات ہے لیکن کوئی شخص وقت ضائع کر کے یہ تجربہ تو کرے۔

(ہفت قلم)

امیر خسرو کی رنگین مزاجی

داریم آرزو کہ حکایت۔ کنیم۔ مات
لالہ غلام روئے تو صد برگ زیر پات

ہر برہمن کہ دید رُخ تو بت، اے صنم
زنار را گسست و لکد زد برو لات

یبہ دہنا کدام روئی
سوزن ملکا کدام سوئی

من در طلبت بہ گرد عالم
وہ جبہ دقنا کدام کوئی

(گلستان مسرت)

شیخ کبیر اور شیخ فیضی کے متعلق ایک ہمعصر کی رائے

شیخ کبیر مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا رحمت اللہ علیہ کے سجادہ نشین تھے - ملتان کے لوگ اُن کے بڑے معتقد تھے - شیخ صاحب ذکر و شغل اس قدر کرتے تھے کہ اگر کوئی اُن کو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ انھوں نے کوئی نشہ پی لی ہے - اور راتوں کے جاگنے کے سبب سے ان کی آنکھیں سُرخ رہتی تھیں - اس سبب سے عوام الناس اُن کو مست خیال کرتے تھے - یہاں تک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی ان کی ظاہری مستی کا گمان تھا - اور کہا کرتے تھے کہ "مجھ کو یہ خوف ہے کہ پہلے اولیا جن کے اخلاق کتابوں میں مذکور ہیں کہیں ایسے ہی نہ ہوں جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہیں - اور پچھلے شاعر کہیں ایسے ہی نہ ہوں جیسا شیخ فیضی ہے -

(منتخب التواریخ)

صنعتِ قلب مستوی

دیدہ ما نامہ ہم آں آمہ دید		دید ہم آں نام ہم آں نامہ دید

(۱) - دونو مصرعے علحیدہ علحیدہ مقلوب مستوی ہیں - (۲) - شعر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے - (۳) - حروف دونو مصرعوں میں تقریباً ایک ترتیب سے ہیں -

(آمہ = دوات یعنی سیاہی) (یدبیضا)

خس آمد

ایک رات کو جب بارش اور سردی کی شدت تھی - خان آرزو نے ایک مطلع کہا -

تند و تُند و سیہ مست ز کہسار آمد
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خان آرزو کو اپنا یہ مطلع بہت پسند آیا - اور اُسی وقت رات ہی کو مرزا مظہر جان جاناں کے پاس پہنچے - شعر سنایا اور داد لی - کچھ مدت کے بعد ایک ایرانی سوداگر مل گیا - اور خان آرزو نے اُس اہل زبان کو یہ مطلع سنا کر داد لینی چاہی - جب پہلا مصرعہ پڑھا -

مصرعہ۔ تند و پُرشور و سیہ مست رکہسار آمد ۔ سوداگر بے تامل بول اُٹھا اور کہا کہ "می دانم در مصرعۂ ثانی چہ خواہی گفت"۔ خان آرزو ششدر ہو گئے اور پوچھنے لگے "چہ خواہم گفت"۔ سوداگر نے کہا "خواہی گفت کہ حرس آمد" اس پر خان آرزو نے سوزناک تبسم کے ساتھ دوسرا مصرعہ سنایا۔ ع مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد ۔ سوداگر نے اس دوسرے مصرعہ کو بہت پسند کیا۔ داد دی۔ اور کہا کہ اگر پہلا مصرعہ بدل دو تو کیا اچھا ہو اور پھر خود ہی ایک مصرعہ بھی بتا دیا۔

قطرہ افشاں بسوئے شہر رکہسار آمد
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد (سماعی)

خواہر زادہ

ایک شخص سے کسی نے اُس کا حسب نسب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں فلاں شخص کی ہمشیرہ کا بیٹا ہوں۔ ایک اعرابی یہ بات سن رہا تھا۔ فوراً بول اُٹھا کہ "اَلنَّاسُ یَنْتَسِبُوْنَ طُوْلاً وَھٰذَا یَنْتَسِبُ عَرْضًا" یعنی تعجب کی بات ہے کہ اور لوگ تو شجرۂ نسب طولاً بیان کرتے ہیں اور یہ شخص عرضاً بیان کر رہا ہے۔ (الکشکول بہاؤالدین عاملی)

سرخوش در الفاظ ہم عدد

سرخوش عجب ایں کہ باتفاق بجید	افتاد موافق بحساب ابجد
ناز و محبوب و عاشقی و آفت	بے عقل و دراز و فتنہ و کوتہ قد

بے شک عجیب اتفاق ہے محبوب کا کام ناز ہے اور بحساب ابجد دونوں کے عدد (۵۸) عاشقی اور آفت لازم ملزوم ہیں اور دونوں ہم عدد یعنی (۴۸۱) اسی طرح دراز آدمی بے عقل مشہور ہوتا ہے (کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقُ اِلَّا عُمَرُ) اور دونوں کے عدد ایک ہیں (۲۱۲) اس کے مقابل کوتہ قد آدمی کو فتنہ کہتے ہیں۔ (کُلُّ قَصِیْرٍ فِتْنَۃٌ اِلَّا عَلِیٌّ) اور دونوں کے عدد (۵۳۵) (گلستان ستہ)

بادِ مُخالِف

مرزا غالب کے بعض اشعار پر کلکتہ میں اعتراض ہوئے۔ آپ نے ایک مثنوی لکھی اور اُن تمام اعتراضات کا جواب نہایت متانت اور پسند کے ساتھ دیا۔ جب حریفوں کے ایک جلسہ میں یہ مثنوی پڑھی گئی۔ تو ایک شخص نے پوچھا۔ اس مثنوی کا نام کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ۔ بادِ مُخالِف۔ اس پر ایک اور شخص نے گلستاں کا یہ فقرہ پڑھ دیا "یکے را از ملوک باد مخالف در شکم پیچید" اور سب نے ہنس دیا۔ (آبِ حیات)

ہندوستان کی تیرہ بختی

ہندوستان کی بدقسمتی دیکھیے۔ کہ تمام دنیا کے لوگ یہاں آئے اور متمتّع ہوئے۔ لیکن سب ہندوستان کو برا ہی کہتے گئے۔ شیخ محمد علی حزیں کہاں کے تھے اور کہاں کہاں گشت لگا کر آخر ہندوستان میں آکر دم لیا۔ لیکن سنو کہ ہندوستان کے حق میں وہ کیا کہتے ہیں۔

خارش بجای خود گل بستان است در سال چہار فصل تابستان است	ہر زاغ بہ نغمہ بلبل دستان است حمام زمانہ ملک ہندوستان است
در ہند اگر کسے ز رحمت دور است ہیچ است کہ دشمن ہمی نوازش کردن	گویم طبقات خلق را بے کم و کاست یا بی دو دیوث و قحبہ و حیز و گدا است
دیدیم سواد ہند سر تا سر ست بنا است بکار تیرہ بختاں گرہ	ور کہ ہمہ چوں شام ہجراں تار ست اینجا گرہ کشادہ در سوار است
نظارۂ زشت دیدہ را میل کشید در تیرہ بختی سپہر ما را گرداں	سرمایۂ عمر تم بہ تنزیل کشید از رنگ سیاہ ہند در نیں کشید
از ہند بخس جا ست میخواہم و بس مرگے کہ بود کام دل در بخت است	غسلے بہ فرات می خواہم و بس از بہر ہمیں حیات می خواہم و بس
از ظلمت ہند سفلہ انگیز مترس ہرگز باکے ز خصمے پسند مدار	در تیرگی شب اے سحر خیز مترس نامرد بہ رحملۂ تیز مترس

ایں مخصوص سفرۂ نواب است

یکے از شعرائے ظریف ایران در ہندوستان وارد می شود۔ و در خانۂ امیرے مہمان می گردد۔ اتفاقاً آن امیر بنا بر شوخی عضو مخصوص جانورے راکباب کردہ پیش او می گذارد۔ آن مرد دیدہ از روئے تعجب می گوید۔ نعمت ہائے الوان ہر جا دیدیم۔ و ایں مخصوص سفرۂ نواب است۔

(سفرہ = ۱ بمعنے دستارخوان۔ ۲ مقعد) (بہار عجم)

لیلےٰ شاعرہ کی حاضر جوابی

لیلےٰ اخیلیہ بنت عبداللہ شاعرہ تھی۔ اور توبہ بن حمیر شاعر کی معشوقہ تھی۔ توبہ بھی اُس پر بن دیکھے اور غائبانہ طور سے عاشق ہوا تھا۔ ورنہ وہ خوش شکل نہ تھی۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ایک دن لیلےٰ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں گئی۔ خلیفہ نے کہا۔

مَا رَأَی تَوْبَۃُ فِیْکِ حِیْنَ عَشِقَکِ

یعنی توبہ جب تجھ پر عاشق ہوا تھا تو اُس نے تجھ کو دیکھا نہیں تھا (ورنہ کیوں عاشق ہوتا) اسپر لیلےٰ نے فوراً جواب دیا۔ کہ

مَا رَأَی النَّاسُ فِیْکَ حِیْنَ جَعَلُوْکَ خَلِیْفَۃً

یعنی لوگوں نے جب تمھیں خلیفہ منتخب کیا تھا تو اُنھوں نے تمھیں دیکھا نہیں تھا (ورنہ کیوں تجھ جیسے کو خلیفہ بناتے، عبدالملک یہ سنکر ہنس پڑا۔ اور اتنا ہنسا کہ اُس کے سیاہ دانت جو وہ ہمیشہ لوگوں سے چھپاتا تھا۔ نظر آ گئے۔ (الشعر و الشعراء)

ایک بادشاہ کا مقولہ

قَالَ بَعْضُ الْمُلُوْکِ "مَنْ وَالَانَا اَخَذْنَا مَالَہٗ وَمَنْ عَادَانَا اَخَذْنَا رَاْسَہٗ"۔ (ترجمہ) ایک بادشاہ کا مقولہ ہے کہ جو شخص ہم بادشاہوں

سے دوستی کرتا ہے ہم اُس کا مال لے لیتے ہیں۔ اور جو شخص ہم سے دشمنی کرتا ہے ہم اُس کا سر لے لیتے ہیں

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

اسی واسطے کسی اُستاد نے کہا ہے۔

حسینوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی	نہ ان کی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی

ایک نحوی لطیفہ

ایک فقیر کسی نحوی کے دروازہ پر گیا۔ اور آواز کی۔ نحوی نے پوچھا کون ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ فقیر ہوں۔ نحوی نے کہا "اِنْصَرِفْ" فقیر نے جواب دیا۔ "اِسْمِیْ اَحْمَدُ" اس پر نحوی نے اپنے غلام کو کہا کہ "اَعْطِ سِیْبُوَیْہِ کِسْرَۃً"۔

(الطرائف للادیب الظریف)

چوں قدم بر ہوا نہادم قدم بر ہوا نہادم

حضرت ذوالنون مصری رحمت اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کسی شخص کو ہوا میں اُڑتے دیکھا۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ یہہ درجہ تم نے کس طرح حاصل کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ

چوں قدم بر ہوا نہادم قدم بر ہوا نہادم

(ہوا بمعنے ۱۔ حرص۔ ۲۔ باد) (اخلاق جہانگیری)

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔

دہ عقل ز نہ رواق و از ہشت بہشت	ہفت اختر از شش جہت این نامہ نوشت
کز پنج حواس و چار ارکان و سہ روح	ایزد بہ دو عالم چو تو یک کس نسرشت

(عمر خیام)

مُعمّا به اسمِ جُراُت

سید انشاء نے جرأت (شاعر) کے نام کا مُعمّا لکھا ہے۔

"سر مونڈی ننگوڑی گجراتن"

سر مونڈی کہنے سے گجراتن کا (گاف) اُڑ گیا۔ اور ننگوڑی ہونے سے آخر کا (نون) باقی جُرأت رہا۔

لُطف یہہ کہ گجراتن جُرأت کی ماں کا نام تھا۔ (آب حیات)

عادات السادات سادات العادات

ابو الفتح بستی کا مقولہ ہے کہ "عَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ العَادَاتِ" زمانہ کی گردش دیکھئے کہ اب لوگ کہتے ہیں

بہر جا جمع مے آیند سادات
فَسَادَاتٌ فَسَادَاتٌ فَسَادَاتٌ

اعجازِ خسروی

"جاسوس و جسیس را میان سینہا علت باشد"

(۱) یعنی دونوں کے سینے عیب اور کینے سے پُر ہیں۔

(۲) ان ہر دو الفاظ میں دو دو حرف (سین) ہیں اور ان حروف س کے درمیان حرفِ علت ہے۔ ایک میں الف۔ اور دوسرے میں۔ ی۔ (امیر خسرو)

اُقتلی السّراج

علامہ مجد الدین جامع قاموس لسانًا عجمی تھے۔ بچپن میں زبانِ عربی کی تکمیل کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ تو جہاں تک عجم میں ممکن تھا حاصل کیا پھر عرب چلے گئے اور وہاں اسی دُھن میں رہے!

جنے کہاں کہاں اور کتنی مدت خاک چھانتے پھرے - جب زبان عربی میں کمال حاصل کرلیا۔ تو لغت عرب میں قاموس بنائی - قاموس کے معنے دریائے اعظم کے ہیں اور یہہ کتاب حقیقت میں اسم بامسمےٰ ہے -

جو شخص عربی میں ایسی دستگاہ عالی حاصل کرے - اُس کے عربی اور عجمی ہونے میں تمیز کیونکر ہو- عرب میں ایک عربی عورت کیساتھ نکاح کرلیا - اس کو ان کا عجمی ہونا معلوم نہ تھا- رات کے وقت گھر کی خادمہ سے کہنے لگے کہ چراغ گل کردے - عربی محاورے کے مطابق کہنا چاہئے تھا - اطفائی السراج - مگر چونکہ فارسی کا محاورہ ذہن میں بیٹھا ہوا اور زبان پر چڑھا ہوا تھا- بے ساختہ زبان سے " اقتلی السراج " نکل گیا - فارسی میں کہتے ہیں چراغ بکش (چراغ گل کردے) اور کچھ شک نہیں کہ کشتن کا لفظی ترجمہ قتل ہے - مگر قتل اور اطفا میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے - بی بی نے یہہ نئی قسم کا محاورہ سُنا تو متعجب ہوئی اور سمجھ گئی کہ ہو نہ ہو میاں عجمی ہے - صبح اُٹھ جا کچہری میں نالش کردی اور عربی کے اس بے نظیر زباندان کی زباندانی کا یوں پردہ فاش ہوا- (دیباچۂ مصباح القواعد)

تحصیل علم کا بہترین ذریعہ

ایک حکیم نے اپنے لڑکے کو کہا " یا بُنَیَّ خُذِ الْعِلْمَ مِنْ اَفْوَاہِ الرِّجَالِ - فَاِنَّھُمْ یَکْتُبُوْنَ اَحْسَنَ مَا یَسْمَعُوْنَ وَیَحْفَظُوْنَ اَحْسَنَ مَا یَکْتُبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ اَحْسَنَ مَا یَحْفَظُوْنَ - (ترجمہ) اے بیٹے علم داناؤں کے مقولات سے سیکھو- کیونکہ وہ لوگ جو کچھ سنتے ہیں اوس میں سے سب سے اچھی بات لکھ لیتے ہیں- اور جو کچھ وہ لکھ لیتے ہیں اوس میں سے سب سے اچھی بات یاد کرلیتے ہیں اور جو کچھ وہ یاد کرلیتے ہیں اُس میں سے سب سے اچھی بات مُنہ سے نکالتے ہیں - (کشکول بہاؤ الدین عاملی)

ایک احول کی اپنے باپ سے بحث

ایک باپ اپنے احول بیٹے کو سمجھا رہا تھا - کہ تم ایک چیز کو دو دو دیکھتے ہو - بیٹا یہہ بات تسلیم

نہیں کرتا تھا۔ بحث و مباحثہ لگا رہا۔ آخرکار بیٹے نے کہا کہ اے قبلہ و کعبہ!

چشمِ احول اگر دو بیں بودے ... مہ کہ دو ہست چار بنمودے

اس پر باپ لاجواب ہو گیا اور بحث ختم ہو گئی۔ (حدیقۂ حکیم سنائی)

تقاضائے شراب

آغازِ موسمِ سرما میں ایک صاحب اپنے ایک امیر دوست کو تقاضائے شراب میں یہ فقرہ لکھتے ہیں۔

"سرما بہ سر ما رسید گرمی آید گرمی آید"

(سماعی)

سلسلۂ شما بکجا می رسد

ایک دفعہ حضرت خواجہ بہاءُ الحق قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ "سلسلۂ شریف حضرت تما بکجا مے رسد؟" آپ نے جواب میں فرمایا کہ۔ "از سلسلۂ کسے بجائے نمی رسد"

(نفحات الانس)

ایک عجیب توارُد

ایک مشاعرہ میں حکیم آغاجان عیشؔ نے اپنی ایک غزل پڑھی جس میں ایک شعر یہ تھا۔

اے شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لئے ... تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گزار دے

اتفاق دیکھو کہ اسی مشاعرہ میں شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ بھی تھے جب اُنھوں نے اپنی غزل پڑھی تو بعینہٖ اسی مضمون کا شعر ان کی غزل میں بھی موجود تھا۔

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
رو کر گزار یا اسے ہنس کر گزار دے

(آبِ حیات)

باب ثلاثی مجرد

مَرَرْتُ عَلیٰ طِفْلٍ بَدِیعٍ جَمَالُہ	یُطَالِعُ صَرْفًا وَالْکَرَارِیْسُ فِیْ یَدِہ
فَقُلْتُ لَہٗ لَا زَالَ عِلْمُکَ زَائِدًا	اَرِنِیْ بَابًا لِلثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ

(آزاد بلگرامی)

سرقۂ شعری

میر محمد عظیم ثبات نے دیوان حزیں سے پانچ سو ایسے شعر نکالے ہیں جن کا مضمون دوسرے شاعروں سے لیا گیا ہے - مثلاً -

بہم بر زدم بسکے تو دیر وحرم را	حزیں	ندانم کجائی کہ جویم نشانت
جستیم ترا در حرم و دیر نبودی	سرور	اے نور دل و دیدۂ سرور کجائی
بار غم عشق تو مرا پشت دوتا کرد	حزیں	در شہر چو ماہ نوام انگشت نما کرد
میل خم ابروے توام پشت دوتا کرد	—	در شہر چو ماہِ نوام انگشت نما کرد
دل وجان من گلستاں شدہ از خیال رویش	حزیں	زنم نفس مبادا اشنوند خلق بویش
نہفتہ ام بخموشی خیال روے ترا	باقی	مبادا گر نفسے بشنوند بوے ترا
سلوکم در طریق عشق با یاراں بداں ماند		کہ مور لنگ ہمراہی کند چابک سواراں را
چنانم با رفیقاں در رہ عشق	محمد صوفی	کہ مورِ لنگ با چابک سواراں

(تذکرہ حسینی)

انا ماکان فصار کاسمہ

نوح بن منصور کے زمانہ میں ایک امیر نے جس کا نام ماکان تھا - علم بغاوت بلند کیا - بادشاہ نے تاش نامی ایک سپہ سالار کو ماکان کی گوشمالی کے لئے مقرر کیا اور اسکافی کو جو علم وفضل میں پایۂ کمال رکھتا تھا - اُس کے ہمراہ کیا لڑائی کے دوراں میں ماکان مارا گیا - تاش نے

اسکافی کو کہا کہ اس واقعہ کو نہایت اختصار کے ساتھ ایک نکتہ میں بیان کرنا چاہیئے۔ تاکہ نامہ بر کبوتر اس کو لے جا سکے۔ اور مضمون بھی اشارۃً بیان ہو۔ اسکافی نے ایک پرچہ کاغذ کا لیا اور اس پر لکھ دیا۔
"اَمَّا مَا کَانَ فَصَارَ کَاِسْمِہٖ" یعنی ماکان اپنے نام کی طرح ہو گیا۔ یعنے نیست و نابود ہو گیا۔

(مَا بمعنے نفی اور کَانَ بمعنے بود۔ یعنے نابود)

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی)

از ماست کہ بر ماست

ناگاہ عقابے ز سر کوہ بہوا خاست — اندر طلب طعمہ پر و بال بیاراست
زاں کبر و منی کہ درو بود ہمی گفت — امروز ہمہ ملک جہاں زیر پر ماست
ناگاہ ز کمیں گاہ یکے سخت کمانے — تیرے بزہ آورد و قضا برد بدو راست
از خوردن آں تیر رہا تے لب گفتش — کایں آہن و ایں چوب پریدن کجا خاست

چوں نیک نظر کرد پر خویش درو دید
فریاد برآورد کہ از ماست کہ بر ماست

(گلستان مسرت)

امیر المومنین

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ آپ نے ابتدا میں اس لقب کے قبول کرنے میں پس و پیش کیا۔ اور فرمایا کہ تمام صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ کہتے تھے۔ وہ خلیفۂ رسول تھے مجھے خلیفۂ خلیفہ کہو یا کوئی لقب دو۔ اس پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے کہا۔
"ہَلْ اَنْتَ اَمِیْرُنَا؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ ہَلْ نَحْنُ مُؤْمِنُوْنَ؟ - قَالَ نَعَمْ! قَالَ فَاَنْتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ" (ارشاد الطالبین)

اہل کاراں بہ وقت معزولی

اہل کاراں بہ وقتِ معزولی
باز چوں می شوند بر سرِ کار

شیخ شبلی و بایزید شوند
شمر ذوالجوشن و یزید شوند

عاملاں چوں زنان حاملہ اند

عاملاں چوں زنانِ حاملہ اند
باز چوں مدت نفاس گذشت

توبہ گویند وقت زائیدن
ہمچناں میل سوئے گائیدن

ایک مجنون کی قرآن دانی

کہتے ہیں کہ بغداد کا ایک امیر مجلس میں بیٹھا تھا - اور اُس کے سامنے ایک طبق باداموں سے بھرا پڑا تھا - اتنے میں ایک مجنون آدمی وہاں آن موجود ہوا - اور امیر کو کہا کہ حضرت یہہ کیا ہے - امیر نے ایک بادام اُٹھا کر اُس کی طرف پھینکا - مجنون نے کہا "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ" اس پر امیر نے ایک اور بادام اُسکی طرف پھینکدیا - پھر مجنون نے کہا "فَعَزَّزْنَاهُمَا بِثَالِثٍ" امیر نے ایک اور بادام اُس کی طرف پھینک دیا - مجنون نے کہا "فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے رکھ دیا - مجنون نے کہا "خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ" امیر ایک اور بادام اُسے دیا گیا - پھر مجنون بول اُٹھا کہ "فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ" امیر نے ایک اور بادام اسے دے دیا - مجنون نے کہا "سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" امیر نے ایک اور بادام اُٹھا دیا - مجنون نے پھر کہا کہ "ثَمَانِیَةَ اَزْوَاجٍ" امیر نے آٹھواں بادام بھی اُسے دیدیا - اسپر مجنون نے کہا - "وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے پیش کر دیا - مجنون نے پھر کہا - کہ "تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ" امیر نے دسواں بادام بھی پورا کر دیا - مجنون نے کہا "اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے رکھ دیا - پھر مجنون نے کہا "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ

"اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا" امیر نے ۱۲ بادام پورے کردئے۔ پھر مجنون نے کہا۔ "اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ" امیر نے بیس بادام پورے کردئے۔ اس پر مجنون نے کہا۔ "یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ" اس پر تنگ آکر امیر نے حکم دیا کہ سب بادام اُس کے سامنے رکھ دیں۔ طبق مجنون کے سامنے رکھا گیا اور امیر نے کہا کہ اب تو خدا کے لئے ہمارے شکم کو کبھی سیر نہ کرے۔ مجنون نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تو ایسا نہ کرتا تو پھر میں یہ پڑھتا کہ "وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ"

(نفحۃ الیمن)

صنعتِ تجنیس مرصّع

طالبِ جوہر خرے اینجا کہ ہست		طالبِ جوہر خرے اینجا کہ ہست

دونوں مصرعے متحد الکلمات متفق الحروف لیکن مختلف المعنیٰ ہیں۔

(ہر خر کہ اینجا ہست طالبِ جو ہست۔ طالبِ خریدارِ جوہر (جوہر خر) اینجا کدام است)

(ید بیضا)

مُرَبَّع

	۱	۲	۳	۴
۱	یار من	رفت	در چمن	بارے
۲	رفت	در پائے	یار من	خارے
۳	در چمن	یار من	قیام	نمود
۴	بارے	خارے	نمود	آزارے

نفطویہ

نفطویہ ایک مشہور نحوی گزرا ہے اُس کے نام سے ابو عبد اللہ محمد بن زاید واسطی مشہور متکلم نے ایک عجیب لطیفہ پیدا کیا ہے ۔ کہتا ہے ۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ لَا یَرٰی فَاسِقًا ۔۔۔ فَلْیَجْتَهِدْ اَنْ لَا یَرٰی نِفْطَوَیْه
اَحْرَقَهُ اللّٰهُ بِنِصْفِ اِسْمِهٖ ۔۔۔ وَصَیَّرَ الْبَاقِیْ صُرَاخًا عَلَیْه

یعنی جو شخص چاہے کہ کسی فاسق کو نہ دیکھے ۔ اُسے کوشش کرنی چاہئے کہ نفطویہ کو نہ دیکھے خدائے تعالےٰ اُسے اُس کے نام کے نصف حصہ کے ساتھ جلا دے ۔ اور باقی نصف حصہ کو اُس پر فریاد کرنے کے لئے چھوڑ دے ۔

(نِفْط بمعنے رال اور وَیہ یعنی وائے ع ہر کرا رنجے رسد ناچار گوید وائے را ۔)

(ابن خلکان ترجمہ نفطویہ)

سرقہ شعری

ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰی ایک شاعر تھا بعد میں اُس نے شعر کہنا چھوڑ دیا ۔ لوگوں نے پوچھا ۔ کہ آپ نے شعر گوئی کیوں چھوڑ دی ہے ۔ اُس نے جواب میں یہ شعر پڑھے ۔

خَلَتِ الدِّیَارُ فَلَا کَرِیْمٌ یُرْتَجٰی ۔۔۔ مِنْهُ النَّوَالُ وَلَا مَلِیْحٌ یُعْشَقُ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ اَنَّهٗ لَا یُشْتَرٰی ۔۔۔ وَیُخَانُ فِیْهِ مَعَ الْکَسَادِ وَیُسْرَقُ

یعنی ملک خالی ہوگیا ہے نہ کوئی سخی رہا ہے کہ اُس سے انعام کی امید ہو اور نہ کوئی حسین رہا ہے کہ اُس کے متعلق عشقیہ نظمیں لکھی جائیں ۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ شعر کا کوئی خریدار نہیں تاہم باوجود اس کساد بازاری کے متاع سخن میں خیانت اور سرقہ جاری ہے ۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو اسحاق ابراہیم)

سگ مگس را اگر کنی مقلوب

شکالیفیا دہر کس نہ شود	ہر کہ ناکس فتد باصل سرشت
قلب او چیر سگ مگس نشود	سگ مگس را اگر کنی مقلوب

س گ م گ س -
۱-۲-۳-۲-۱

قاضی پارہ می خورد

قاضی یعقوب مانک پوری علم فقہ اور اصول فقہ میں بڑے کامل تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اکثر معجونات مقوی باہ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز اکبر بادشاہ کی مجلس میں کیفیات کا دور چل رہا تھا۔ قاضی کو بھی اس کی تکلیف دی گئی۔ قاضی نے نہ مانا۔ اکبر نے پوچھا کہ " از کدام قسم بخورید" اس پر ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ " قاضی پارہ می خورد "

(پارہ = ۱ بمعنے سیماب۔ مقوی باہ ہے۔ ۲ بمعنی رشوت۔ یہاں اشارہ دونوں باتوں کی طرف ہے)

(منتخب التواریخ)

دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

فائق شاعر نے ایک دفعہ سید انشاء کی ہجو لکھی اور خود آکر انشاء کو سنائی۔ انشاء نے سنکر بہت تعریف کی۔ جب فائق اٹھ کر چلا گیا تو انشاء نے اسے بلایا اور کہا کہ کچھ لیتے جاؤ۔ ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اس میں پانچ روپیہ لپیٹ کر اس کے حوالے کئے۔ جب فائق نے وہ کاغذ کھول کر پڑھا۔ تو اس میں یہ قطعہ لکھا تھا۔

دل من سوخت سوخت سوختہ بہ	فائق بے حیا چو ہجوم گفت
دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ	صلہ اش پنج روپیہ دادم

(سماعی)

صنائع خسروی

" میانہ بستہر اہے مکش در سر آبے تو دستر ابے نگیر "

(۱) - شہر کے درمیان درمیاں رستہ رہا - دریا کے کنارے پر پونچ کر پانی پی -

(۲) - لفظ شہر کے درمیان میں سے حرف ہ کو نکال ڈال - باقی شر رہ جائے گا - لفظ شر کو لفظ آب کے ساتھ لگا - شراب بن جائے گا - (امیر خسرو)

ہٰذا ہُوالاسم فاین الخبر

کہتے ہیں کہ ایک مؤذن اذان کہتے ہوئے "اشهد ان محمداً رسول اللہ" - نصب کے ساتھ پڑھ رہا تھا - ایک اعرابی پاس سے گزرا اور سن کر کہنے لگا - یہ شخص کیا کہہ رہا ہے - یہ تو اسم ہے اسکی خبر کہاں ہے؟ (رسالۂ عبودیت ابن تیمیہ)

اردوئے معلّے

ایک مولوی صاحب سے کسی دوست نے اپنے گھوڑوں کیلئے کچھ گھاس مانگ بھیجی - حضرت جواب میں لکھتے ہیں کہ -

"ہمارے مسکن میں اتنا تبن نہیں کہ عصافیر بوساطت مناقیر سقف مسقفہ میں آشیانہ بنا سکیں - چہ جائے کہ اخیال و اجمال احباب و اخلاء کے لئے نذر قلیل رہا جائے" (سماعی)

تمام خط کا جواب صرف ایک آیت

اسلامی آل سامان کا ایک مشہور دبیر گزرا ہے - پہلے نوح بن منصور کے دیوان رسالت میں محرری کرتا تھا - مگر وہاں قدر دانی نہ ہوئی اس لئے ناچار اسے ہجرت کر کے ہرات میں امیر الپتگین کے پاس آ گیا - الپتگین نے دیوان رسالت اُس کے حوالے کر دیا - ایک دفعہ نوح بن منصور نے الپتگین کو ایک خط لکھا - جو وعید و تہدید سے بھرا ہوا تھا - اور تمام مضمون اسی قسم کا تھا کہ " سایم و بگیرم و منہدم و زیر و زبر کنم " وغیرہ وغیرہ - الپتگین پہلے سے ہی نوح بن منصور سے آزردہ تھا - جب یہ خط اُس کے پاس پہنچا - اور بھی برآشفتہ ہوا - اور اسکافی کو اشارہ کیا کہ اس خط کا جواب لکھے - اسکافی نے قلم

اُٹھایا - اور فی البدیہہ یہہ آیت جواب میں لکھدی -

" بسم اللہ الرحمن الرحیم - یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا - ان کنت من الصادقین - "

جب یہہ جواب امیر خراسان نوح بن منصور کو پہنچا تو وہ بہت حیران ہوا - اور اُس کے دربار کے تمام دبیر انگشت بدنداں ہوگئے -

کچھ مدت کے بعد نوح بن منصور نے اسکافی کو اپنے پاس بلالیا - اور اُسے دبیری کے عہدے پر سرفراز کیا -

(چہار مقالہ)

ت ت تو ہم گ گ گنگی م م مثل مَ مَ منْ

پیر کے لال سحرگاہ بہ طفل الکن	مے شنیدم کہ بدیں نوع ہمی راند سخن
کے ز زلفت ص ص صبحم ش ش شام تاریک	دے ز چہرت ش ش شامم ص ص صبح روشن
ت ت تریاکیم و بے ش ش شہد لَ لبت	ص ص صبر و ت ت تابم ر ر رفت ارت ت تن
طفل گفتا م م من را تُ تو تقلید مکن	گ گ گم شو ز برم اے ک ک کمتر از زن
م می خواہی م م مشتے بہ ک کلت بز نم	کہ بیفتد م م مغزت م میان د د دمن
پیر گفتا و و و اللہ کہ معلوم است این	کہ کہ زادم من بیچارہ ز مادر الکن
ہ ہ ہفتاد و ہ ہشتاد من سال است و دل	گ گ گنگ و ل ل لالم بہ خلاق زمن
طفل گفتا خ خدا را ص ص صد بار شکر	کہ رستم بجہاں از م ملال و م محن

م م من ہم گ گ گنگم م م مثل ت ت تو
ت ت تو ہم گ گ گنگی م م مثل مَ مَ من

(کلیات قاآنی)

البتہ سگ سُنّی باشد

ایک دن ہمایوں اور کامران (بھی) سوار چلے جاتے تھے - رستہ میں دیکھا کہ ایک کتے

نے ٹانگ اٹھا کر ایک قبر پر موتا۔ کامران نے کہا "معلوم می شود کہ این قبر رافضی است" ہمایوں نے کہا۔ "البتہ سگ سنی باشد"

(اگرچہ بعض لوگ ہمایوں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اس وقت شیعہ تھا۔ لیکن یہ محض خیال ہی خیال ہے۔ یہ فقرہ صرف ایک لطیفہ کے طور پر ہمایوں کی زبان سے نکلا۔ عقیدے سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص دوسروں کے عقائد کے متعلق ایسے فضول مزاح کرے۔ اس کا جواب ہی اور کیا ہے۔) (آئین اکبری)

سواطع الالہام

شیخ ابو الفیض فیضی کی تفسیر سواطع الالہام مشہور کتاب ہے۔ تمام تفسیر بے نقط ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لما رحل ولد رسول اللہ صلعم و ادرکہ الحمام۔ وسمعہ العاص وکلمہ وھو عصور لا ولد لہ۔ لو ادرکہ الحمام ھلک وحسم اسمہ محمد رسول اللہ۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ محمد اَلْکَوْثَرَ اعطاء الکامل علماً وعملاً وادوارد الامر وما ء ولا احد ھو اعود ورد ماء الدوام وھو مورد رسول اللہ صلعم اعطاہ اللہ صلعم کرماً والمراد الاولاد او علماء الاسلام او کلام اللہ المرسل۔ فَصَلِّ دوام لہ لِرَبِّکَ اللہ لما سواہ کما ھو عمل ھر ع مراء عملہ لا سھوا۔ وَانْحَرْ واسمح للہ واعطہ اھل السؤال رسوم الکلام الاول المصحح سوالہ علی المحمود لعمرو واعط السوء۔ اِنَّ شَانِئَکَ عدوک ھُوَ الْاَبْتَرُ المعدوم لا ولد لہ دام اللہ اولادک وھو اسمہ او ھو [illegible] عمرک محامد ما امدک۔

(سلم - مرگ - عصور [illegible] - مراد - [illegible] ما گرد [illegible] مدح درج کردن)

(سواطع الالہام)

جواب قطعۂ فردوسی

مولانا عبد اللہ ہاتفی مولوی جامی قدس سرہٗ کا ہمشیرزادہ ہے۔ جب اُس نے لیلیٰ مجنون کی تصنیف کا ارادہ کیا۔ تو مولانا جامی سے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم فردوسی کے اس قطعہ کا جواب لکھ دو تو اجازت ہے۔

درختے کہ تلخ است وے را سرشت	گرش در نشانی بہ باغ بہشت
ور از جوئے خلدش بہنگام آب	بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بکار آورد	ہماں میوۂ تلخ بار آورد

مولانا ہاتفی نے اس کے جواب میں یہہ قطعہ لکھ کر پیش کیا۔

اگر بیضۂ زاغ ظلمت سرشت	نہی زیر طاؤس باغ بہشت
بہنگام آن بیضہ پروردنش	ز انجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمۂ سلسبیل	بآں بیضہ دم در زند جبرئیل
شود عاقبت بیضۂ زاغ۔ زاغ	برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

مولانا جامی علیہ الرحمت نے فرمایا "اگرچہ در ہر بیت بیضہ گذاشتہ۔ لیکن اجازت است"

(تذکرۂ حسینی)

زن - نار

زن بود در زبانِ ہندی نار	وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

(غلام علی آزاد بلگرامی) (سرو آزاد)

ہجر یا ہجر

ایک دن نواب سعادت علی خاں نے کہا کہ ہجر بالفتح بھی درست ہے۔ جان بیلی صاحب نے کہا کہ خلاف محاورہ ہے۔ سعادت علی خاں بولے کہ ہم لغت کے اعتبار سے جب درست ہے

تو استعمال میں کیا مضائقہ ہے۔ اتنے میں سید انشاء بھی آ گئے۔ جان بیلی صاحب نے کہا کہ کیوں سید انشا ہجر اور ہجر میں تم کیا کہتے ہو۔ انھیں اصل جھگڑے کی کچھ خبر نہیں تھی۔ بیاختہ بول اُٹھے کہ ہجر بالکسر۔ مگر ساتھ ہی سعادت علی خاں کی تیوری تاڑ گئے۔ اور فوراً بولے۔ کہ حضور جب ہی تو خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

شبِ وصل است طے شد نامۂ ہجر　　　سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

یہہ سنتے ہی سعادت علی خاں خوش ہو گئے اور اہل مجلس ہنس پڑے۔

(قرآن کریم میں ہے۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا)　　　(آبِ حیات)

امیر خسرو کی گہرباری

ہر سخن آراستہ دُرے ست زیں کیب من　　　از سر دانش فرو رد لعدار ان بارتے سیں

(۱) میرے کلام میں ہر ایک لفظ ایک دُرِ یتیم ہے۔ دانشمندی سے اس میں غور کر اور دیکھ کہ کیا کیا لطیفے پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) لفظ دانش کے سر کو لے۔ یعنی حرف د اور بعد ازاں اُسے حرف سارے کے ساتھ ملا اور دیکھ کہ لفظ دُرِ بہا بن جاتا ہے۔　　　(اعجاز خسروی)

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

قاضی یحییٰ بن اکثم کسی قدر حسن پرست بھی تھے۔ ایک دن خلیفہ مامون نے چند خوبصورت غلاموں کو حکم دیا کہ جب میں اُٹھ جاؤں تو تم لوگ قاضی صاحب کو چھیڑو۔ غلام تو خیال کرنے لگے۔ تو قاضی صاحب نے اُن کی طرف حیرت آمیز نگاہ سے دیکھا اور کہا۔ ظالمو! تم نہ ہوتے تو ہم لوگ پکے مسلمان ہوتے۔ مامون پردہ سے یہ گفتگو سن رہا تھا۔ یہہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا۔

وکنا نرجی ان نری العدل ظاہرا　　　فاعقبنا بعد الرجاء قنوط
متی تصلح الدنیا و یصلح اہلہا　　　و قاضی قضاۃ المسلمین غلوط

(۱۱ اموان)

کاش کردی وگذاشتے

شیخ اوحدالدین کرمانی قدس اللہ سرہ کے متعلق کسی شخص نے حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ "وے شاہد باز بود اما پاکباز بود"۔ مولانا روم رح نے جواب میں فرمایا کہ "کاش کردے وگذاشتے" (نفحات الانس)

عتیق اور ابو تراب

کہتے ہیں کہ ایک سُنّی شخص نے ایک شیعہ دوست کو گندم بھیجے۔ گندم پُرانے تھے۔ اس لئے اُس نے واپس کر دئے۔ اس پر سُنّی نے نئے گندم اُسے بھیج دئے۔ لیکن اُس میں مٹی تھی۔ تاہم شیعہ دوست نے یہہ گندم رکھ لئے۔ اور یہہ شعر لکھ کر اپنے سنی دوست کو بھیجد ئے۔

بعثت لنا بدال البرّ برّاً	رجاءً للجزیل من الثواب
رفضناہ عتیقا وارتضینا	بہ اذجاء وھو ابو تراب

مطلب یہہ کہ آپ نے گندم بھیجے۔ پہلے گندم پُرانے تھے اس لئے واپس کر دئے۔ دوسرے گندم اگرچہ صاف نہ تھے لیکن نئے تھے اس لئے رکھ لئے۔

لطیفہ یہہ کہ عتیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کا لقب ہے۔ اور ابو تراب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے۔ علاوہ بریں رفضناہ (ترک کردیم آں را) اور ارتضینا میں بھی ایہام ہے (رفض۔ رافضی۔ مرتضیٰ) (نفحۃ الیمن)

اندھے کی جورو کا اللہ بیلی

اظہری ایک شاعر آنکھوں سے نابینا تھا۔ ایک دن جلسہ میں بیٹھا ہوا۔ اپنی غزل سنا رہا تھا مقطع پڑھا۔

خواہ با اظہری وخواہ بہ بیگانہ نشین	من ہمیں شرم ترا با تو نگہبان کردم

ملا شیدا موجود تھے ہنس کر بولے کہ۔ بلے مثل ہندی مشہور است "زن نابینا را خدا نگہبان"

است" یعنی اندھے کی جورو کا اللہ بیلی ہے۔ (نگارستان فارس)

بگردن من

گفتمش نیک ساقہا داری ہا ہا	خاطرش رنجہ شد زگفتہ من
گفتمش پاک وصاف می گویم	گر بدی گفتہ ام بہ گردن من

(گلستان مسرت)

ایجاز

ابراہیم بن العباس مشہور شعراءمیں سے ہے۔ اس کی نثر بھی اعلیٰ ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ایک باغی خارجی کو لکھا

"اما بعد فان لامیر المومنین اناۃ فان لم تغن عقب بعدھا وعیداً۔ فان لم یغن اغنت عزائمہ والسلام"

یعنی امیر المومنین صاحب تحمل ہے۔ تحمل سے کام نہ چلے تو دھمکی دیتا ہے۔ اگر یہ بھی کارگر نہ ہو تو اوس کی عزیمت قطعی فیصلہ کرنے کو موجود ہے۔ والسلام۔

دیکھئے خط باوجود اس اختصار کے کتنا مؤثر اور پُر مغز ہے۔

اس خط کے الفاظ کو ابن خلکان نے ایک شعر میں لکھ دیا ہے۔

اَنَاۃٌ فَاِنْ لَمْ تُغْنِ عَقَّبَ بَعْدَھَا	وَعِیْداً فَاِنْ لَمْ یُغْنِ اَغْنَتْ عَزَائِمُہٗ

(ابن خلکان ترجمہ ابراہیم بن العباس)

مسیلمۃ الکذاب

مسیلمہ نے جب نبوت کا دعوےٰ کیا۔ تو ضروری سمجھا کہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کے مقابلے میں اپنا ایک قرآن بھی بنائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بکواس کرتا رہتا تھا۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

والمبذرات زرعا والحاصدات حصدا والذاریات قمحا والطاحنات

لحنا والخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما اھالۃ وسمنا۔
لقد فضلتم علیٰ اھل الوبر وما سبقکم اھل المدر ریفکم فامنعوہ
والمعتر فاقوہ والباغی فناوؤہ

سجاح بنت حارث نے بھی اسی زمانے میں نبوت دعویٰ کیا تھا۔ جب وہ مسیلمہ کو ملی۔
تو کہا کہ تم پر کیا وحی نازل ہوئی ہے۔ مسیلمہ نے کہا۔ کہ

الم تر کیف فعل ربک بالحبلیٰ اخرج منھا نسمۃ تسعیٰ من بین
صفاق وحشا۔

سجاح نے کہا کہ اس کے بعد اور کیا ہے؟ مسیلمہ نے جواب دیا۔ کہ

ان اللہ خلق النساء افواجا وجعل الرجال لھن ازواجا فنولج
فیھن قعسا ایلاجا ثم نخرجھا اذا شئنا اخراجا فینتجن لنا سخالا
نتاجا۔

یہ سنکر سجاح نے کہا کہ بے شک تو نبی ہے۔
(استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ) (اعجاز القرآن باقلانی)

ہمایوں کے قصد ہند کی ایک عجیب تاریخ

جب ہمایوں بادشاہ ۹۶۱ھ میں کابل سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تو یہ قطعہ اُس کی تاریخ میں لکھا گیا۔

خسرو غازی نصیر الدین ہمایوں شاہ آنکہ — گوئے سبقت بُرد از شاہان پیشیں بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد و شد — سال تاریخ توجہ۔ نہصد و شصت و یکے

لطف یہ ہے کہ نہصد و شصت و یکے یوں بھی ۹۶۱ھ ہے اور بحساب ابجد بھی ۹۶۱ھ ہوتا ہے۔

(ن - ہ - ص - د - و - ش - س - ت - و - ی - ک - ی = ۹۶۱)
۵۰ - ۵ - ۹۰ - ۴ - ۶ - ۳۰۰ - ۶۰ - ۴۰۰ - ۶ - ۱۰ - ۲۰ - ۱۰

(منتخب التواریخ)

غمام لیس فیہ الماء غم

وَعَیشٌ لَیسَ فِیہِ العَینُ مَاتَم	غَمَامٌ لَیسَ فِیہِ المَاءُ غَمٌّ

(۱) ۔ وہ بادل جس میں پانی نہ ہو موجب غم ہے اور وہ عیش جس کے ساتھ دولت نہ ہو ماتم ہے ۔

(۲) ۔ لفظ غمام میں سے لفظ ما نکال لو ۔ باقی غم رہ جائے گا ۔ اور لفظ عیش سے حرف عین دور کردو ایک ناتمام لفظ رہ جائے گا ۔ (ماتم ۔ یعنے ناتمام) (اعجاز خسروی)

جرأت اور انشا

ایک دن میر انشاء اللہ خاں ۔ جرأت کی ملاقات کو آئے ۔ دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں ۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کس فکر میں ہو ۔ جرأت نے کہا کہ ایک مصرعہ خیال میں آیا ہے ۔ چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جاوے ۔ اونھوں نے پوچھا کیا ہے ۔ مگر جرأت نے نہ بتایا ۔ آخر اصرار پر جرأت نے پڑھ دیا ع

اُس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

سید انشا نے فوراً کہا ۔ کہ ع

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جرأت ہنس پڑے اور لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے ۔ لطف یہہ کہ جرأت آنکھوں سے معذور تھے ۔

خر و روباہ شاں بود یکساں

رو بہے دیگرش بدید خیاں	روبہے می دوید در غم جاں
گفت خر گیر می کند سلطاں	گفت خیر است باز گوئی خبر
گفت آرے ولیک آدمیاں	گفت تو خر نہ چہ می ترسی

(کلیات انوری)	مے ندانند و فرق مے نکنند خر و روباہ شاں بود یکساں

امیر خسرو کی ظرافت

کہتے ہیں کہ ایک روز امیر خسرو کا کسی کوچہ میں سے گذر ہوا۔ دُھنیا ایک دُکان میں روئی دُھنک رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ جس دُھنیے کو دیکھو ایک ہی انداز پہ روئی دُھنکتا ہے۔ سب ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہیں۔ مگر حیران ہوں کہ اس آواز کو لفظوں میں کیونکر لا سکیں۔ امیر خسرو نے فرمایا کہ اس طرح

"در پئے جاناں جاں ہم رفت۔ جاں ہم رفت۔ جاں ہم رفت۔ رفت رفت۔ جاں ہم رفت۔ ایں ہم رفت و آں ہم رفت۔ اں ہم رفت۔ آں ہم رفت۔ ایں ہم آنہم ایں ہم آں ہم۔ آں ہم رفت۔ رفتن رفتن رفتن دہ۔ دہ دہ رفتن دہ۔ رف رف رفتن دہ۔ رفتن دہ۔

(آب حیات)

متنبّی کا ایک شعر اُس کے لئے پیغام موت ثابت ہوا

متنبّی زبان عربی کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ ایک دفعہ وہ اپنے وطن کوفہ کو واپس آ رہا تھا۔ جب بغداد کے قریب پہونچا تو رستہ میں قزاقوں سے مقابلہ ہوگیا۔ کچھ دیر تک متنبّی اور اُس کے ساتھی دشمنوں سے لڑتے رہے۔ مگر آخر کار جب متنبّی نے دیکھا کہ کثیر التعداد دشمنوں سے وہ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ تو جان بچا کر بھاگ نکلا۔ متنبّی کا ایک غلام جو ساتھ تھا۔ بول اُٹھا۔ کہ جس شخص نے یہہ شعر کہا ہو۔ افسوس ہے کہ تاریخ لکھنے والے میدان جنگ سے اُس کے بھاگ جانے کا تذکرہ حوالۂ قلم کریں۔

فالخیل واللیل والبیداء تعرفنی	والحرب والضرب والقرطاس والقلم

یہہ سنکر متنبّی میدان میں واپس ہو آیا۔ دشمنوں سے لڑنا شروع کیا۔ اور اسی لڑائی میں جان دے دی۔

(شعر کا مطلب یہہ کہ "گھوڑا۔ رات۔ جنگل۔ حرب۔ ضرب۔ قلم۔ دوات سب مجھ کو جانتے ہیں۔ یعنی میں صرف شاعر ہی نہیں بلکہ دلیر جنگجو بھی ہوں)

(ابن خلکان)

عقل رَا ایرو نقطہ نہ کنند

ایک دفعہ خواجہ ابوالبرکات نے اپنا یہہ مطلع اُس زمانہ کے فاضلوں کو سُنایا -

خشک شد کشت امید و تازہ شد قحط وفا

ز آتش دل یا د ز ابر چشم ما باراں نماند

لوگوں نے یہہ اعتراض کیا کہ لفظ یا دوسرے مصرعے میں محض بے معنی ہے - یہاں لفظ تا کا مناسب تھا - خواجہ ایوب نے فی الفور یہ قطعہ اس کی عذرخواہی میں لکھا -

ہرچہ آید بہ مجلس اہل نظر	بگمان خطا کش خط نہ کنند
نقطہا گرفتند زیر و زبر	عقل را ایرو نقطہ نہ کنند
یا بخوانند و نیک فکر کنند	یا نہ خوانند تا غلط نہ کنند

(منتخب التواریخ)

محتمل الضدین

اس شعر کے معنے دو طرح بیان ہوسکتے ہیں - جو ایک دوسرے کی ضد ہیں -

ور داست بدست دوستت خار	نور است بچشم دشمنت نار

(گلستان مسرت)

دُر دُر مُوئے

رفتم بہ تماشائے کنار جوئے	دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم صنما! بہائے موئیت چہ بود	فریاد برآورد کہ دُر دُر مُوئے

(امیر خسرو)

ماموں اور ممانی

گفتم کہ دریں خانہ مہمانِ تو باشم	گفتا کہ دریں خانہ بلائے ست نہانی

(امیر خسرو)

کُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ

یکے جہود و مسلماں خلاف می جستند	چنانچہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
بہ طنز گفت مسلماں گر ایں قبالۂ من	درست نیست خدایا جہود میرانم
جہود گفت بتوریت می خورم سوگند	وگر خلاف کنم ہمچو تو مسلمانم

گر از بسیط زمیں عقل منعدم گردد بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم	(گلستان)

تمام حروف تہجی ایک شعر میں

خلیل ابن احمد بصری نے کل حروف تہجی ایک شعر میں منضبط کئے ہیں جو کہ بحر بسیط میں ہے اگرچہ اکثر حروف مکرر لایا مگر کوئی حرف ایسا نہ چھوڑا جو شعر ہذا میں نہ ہو۔

صِفۡ خَلۡقَ خَوۡدٍ کَمِثۡلِ الشَّمۡسِ اِذۡ بَزَغَتۡ
یَحۡظَی الضَّجِیۡعُ بِہَا نَجۡلَاءَ مِعۡطَارُ

(بیان کن خوئے زن نازک کہ مثل آفتاب است وقتیکہ روشن شد۔ بہرہ می یابد ہم خواب او فراخ چشم است و معطر) (قواعد العروض)

تبریزی و شیرازی

دوران سیاحت میں ایک روز شیخ سعدیؒ تبریز کے ایک حمام میں گئے۔ وہاں شیخ ہمام الدین تبریزی بھی موجود تھے۔ انھوں نے ان سے پوچھا کہ "از کجائی" شیخ صاحب نے جواب دیا "از خاک پاک شیراز" ہمام الدین نے کہا کہ "عجب حالے است کہ شیرازیاں در تبریز از سگ بیشتر است" شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے جواب میں فرمایا۔

"دو بخلافِ شیراز ماکہ آنجا بزرگی ارسنگ کمتر است" (سماعی)

سہو کردم آنچہ گفتم آں منم

بود آں دیوانہ چوں از دل تپاں — زانکہ سنگش مے زدندے کودکاں

رفت آخر تا بکنج گلخنے — بود اندر گلخن آں را روزنے

شد ازاں روزن تگرگے آشکار — بر سر دیوانہ آمد در نثار

چوں تگرگ از سنگ می پنداشت باز — کرد بیہودہ زبان خود دراز

داد دیوانہ بسے دشنام زشت — کز چہ انداز بد برمن سنگ و خشت

تیرہ بود آں خانہ اندر دست گماں — کیں مگر ہم کودکاں شد ایں زماں

تا کمی از جائے دیگر شد باز — روشنی در خانۂ گلخن فتاد

باز دانست آں تگرگ آنجا نہ سنگ — دل شدش از دادن دشنام تنگ

گفت یارب تیرہ بود آں گلخنم
سہو کردم آنچہ گفتم آں منم

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

امیر خسرو کے دو سخنے

جوتا کیوں نہ پہنا — سموسہ کیوں نہ کھایا — تلا نہ تھا

وزیر کیوں نہ رکھا — انار کیوں نہ چکھا — دانا نہ تھا

گوشت کیوں نہ کھایا — ڈوم کیوں نہ گایا — گلا نہ تھا

(سماعی)

ذکر جہر

شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ خواجہ علی رامتینی رحمت اللہ علیہ کے معاصر تھے

ایک دفعہ شیخ صاحب نے خواجہ صاحب کو لکھ بھیجا۔ کہ

"ما مے شنویم کہ شما ذکر جہر مے گوئید"

خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا۔ کہ

"ما نیز مے شنویم کہ شما ذکر خفیہ مے گوئید۔ پس ذکر شما نیز جہر باشد"

(رشحات)

خلاصہ قصہ یوسف و زلیخا

کسی شخص نے یوسف علیہ السلام کے قصہ کا خلاصہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

گم کردہ باز یافت	پیرے بود پسرے داشت

چار آفتاب اور پھر اندھیرا

سنہ ٦٦٤ھ سے کچھ دس سال تک ابن خلکان دمشق کا قاضی رہا۔ ابتداء میں تو وہ تمام دمشق کی قضا کا کام اکیلا ہی کرتا رہا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد حکم ہوا کہ دمشق میں چار قاضی رہا کریں۔ ایک خود ابو العباس شمس الدین ابن خلکان شافعی۔ دوسرا شمس الدین عبد اللہ بن محمد بن عطا حنفی۔ تیسرا شمس الدین عبد السلام نوادی مالکی اور چوتھا شمس الدین عبد الرحمٰن حنبلی۔

شیخ شہاب الدین ابو سامہ کہتا ہے کہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ دمشق میں اس وقت چار قاضی جمع ہو گئے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کا لقب شمس الدین تھا۔ قاضیوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اور انصاف کم ہوتا گیا۔ اس لئے کسی ادیب نے اس کی نسبت کہا ہے۔

ظہرت للناس تماما	بدمشق آیت قد
زادت الدنیا ظلاما	کلما ازدادوا شموسا

یعنی دمشق میں قدرتِ الٰہی کا ایک عجیب معجزہ دکھائی دیا ہے کہ جس قدر شمس (آفتاب) زیادہ ہوئے اُسی قدر اندھیرا بڑھ گیا ہے۔

ایک اور شخص کہتا ہے۔

من كثرة الاحكام	اهل دمشق استرابوا
وما لهم فی ظلام	اذ هم جمیع شموس

یعنی دمشق والے کثرت احکام اور مختلف مذاہب کے فقہی فیصلہ جات سے متشکک اور پریشان ہو رہے ہیں۔ اگرچہ قاضی سب کے سب شمس (آفتاب) ہیں۔ لیکن لوگوں کا یہہ حال ہے کہ اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (دیباچہ مشاہیر الاسلام ترجمہ تاریخ ابن خلکان)

میاں مٹھو کی تاریخ وفات

ایک شاعر نے اپنے طوطے کی تاریخ وفات کہی ہے۔

رات دن ذکرِ حق رٹا کرتے	میاں مٹھو جو ذاکرِ حق تھے
کچھ نہ بولے سوائے ٹے ٹے ٹے	گر یہ موت نے جو آ دبایا

ق = ۴۰۰ - ی آ - ۱۰ - سہ ما ر = ۱۲۳۰ھ ہجری۔

(دعوات عبدیت)

دو قسم کی سفارش

کہتے ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر فرزدق کا اپنی بی بی سے کچھ جھگڑا ہوا۔ مقدمہ خلیفہ ہارون رشید کے سامنے پیش ہوا۔ فرزدق نے جعفر برمکی سے سفارش کرائی۔ اُس کی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے خلیفہ کے پاس سفارش کی۔ خلیفہ نے زبیدہ کا زیادہ خیال کر کے فیصلہ بی بی کے حق میں کیا۔ اس پر فرزدق نے یہہ شعر کہا۔

لیس الشفیع الذی یاتیک مؤتزرا
مثل الشفیع الذی یاتیک عریانا

یعنی نہیں ہے وہ شفیع جو تیرے پاس ازار پہن کر آتا ہے۔ مانند اوس شفیع کے جو تیرے پاس ننگا ہو کر آتا ہے۔ (منتخب التواریخ)

نقطۂ خال

ونقطتہ خالہا ورت بعینی	فصار العین غیناً بالغرام

(۱) - اور جب اُس کے خال کے نقطہ کو میری آنکھوں نے دیکھا - میری آنکھیں بوجہ سوزشِ عشق کے بادل کی طرح رونے لگیں -

(۲) - جب عین پر نقطہ ڈالا جاتا ہے - غین ہو جاتا ہے - (عین بمعنے چشم - غین بمعنے ابر)

(۳) - مزید لطف یہ کہ لفظ خال بھی بمعنے ابر ہے - (اعجاز فردی)

---

۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵

مولانا جامی کے ان پانچ شعروں میں پہلے شعر کے حروف سب جدا جدا ہیں - دوسرے شعر کے حروف دو دو - تیسرے شعر کے حروف تین تین - چوتھے شعر کے حروف چار چار - اور پانچویں شعر کے حروف پانچ پانچ مل کر آئے ہیں -

۱ رُخ زرد دارم ز دوری آن در	زده داغ دردم درون دل آذر ۱
۲ یوس کاست گوئی شب فرقت تو	مہ نو کہ ماند بدین گونہ لاغر ۲
۳ خطت خضر جعد کجت مشک تبت	تنت سیم لعل لبت تنگ شکر ۳
۴ بجنب نعیم مقیم محبت	بہشت مخلد نصیب محقر ۴
۵ ببلبل مسیحی بگفتن فصیحی	بطلعت صبحی بگیسو معنبر ۵

(ذکستان سرت)

شمائلین چشم شدن بحمد اللہ

بیتوا تخلص خدا داد از سلطنت محمد شاہ در شاہجہان آباد آمد ظریف طبع بود - ساکن قصبہ شام روزے بوے بجائے پایاں آبرو ملاقات کرد - او شاں کم التفات کرد - گفت کہ اے حیال آبرو انگشا

تمیز چشم شدن نمی دانید - چوں اوستاں یک چشم نہ داشتند - ایں لطیفہ بسیار مناسب افتاد - مردماں بخندہ درآمدند -

تذکرہ شعرائے اردو (میر حسن دہلوی)

پدرم سلطان بود

دوش دیدم کہ ابلہے مے گفت
پدر من وزیر خاں بودہ است
با وجودیکہ نیست معلومم
خود گرفتم کہ آنچناں بودہ است
ہیچ کس دیدہ کہ گہ خوردہ است
کیں بعہد قدیم نان بودہ است

(لمعات)

بنشیں مادر بیٹھ ری مائی

مولوی فضل حق صاحب مرزا غالب کے بڑے دوست تھے - ایک دن مرزا اُن کی ملاقات کو گئے - اُن کی عادت تھی کہ جب کوئی بے تکلف دوست آیا کرتا - تو خالق باری کا یہ مصرع پڑھا کرتے تھے - ع بیا برادر آورے بھائی - چنانچہ مرزا صاحب کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے - اور یہی مصرعہ کہہ کر بٹھایا - ابھی بیٹھے ہی تھے کہ مولوی صاحب کی لونڈی بھی دوسرے دالان سے اُٹھ کر پاس آن بیٹھی - مرزا صاحب نے فرمایا - ہاں صاحب! اب وہ دوسرا مصرعہ بھی فرما دیجئے - ع بنشیں مادر بیٹھ ری مائی -

(آب حیات)

پولس والوں کی مردم شناسی

آں شنیدی کہ گوسفندی کوفت
زیر نعلین خویش میخے چند
آستینش گرفت سرہنگے
کہ بیا نعل بر ستورم بند

(سعدی)

آج کل کے صوفی

مرد زنگے کہ یاوہ گو مدعی است
ہر کجا جاہلے بدعوئے مردی است

ہر بصری بے بصیرتے گشتہ حسن | اما بوفائے عہد یزداں کوفی است

(حزیں)

شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

سید انشا نواب سعادت علی خاں کے پاس ملازم تھے۔ جان بیلی صاحب ریزیڈنٹ اودھ۔ اور علی نقی خاں میر منشی ریزیڈنٹی نواب صاحب کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن اثنائے گفتگو میں کسی کی زبان سے نکلا۔ ع شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔ میر منشی صاحب نے کہا گلستاں کے ہر شعر میں مختلف روایتیں ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی کیفیت سے خالی نہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے ع شاید کہ پلنگ خفیہ باشد۔ سعادت علی خاں نے سید انشا کی طرف دیکھا۔ انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ حضور! میر منشی صاحب بجا فرماتے ہیں۔ غلام نے بھی ایک نسخہ گلستاں میں یہی دیکھا تھا۔

تا مرد سخن نگفیہ باشد | عیب و ہنرش نہفیہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است | شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

بلکہ وہ نسخہ بالکل صحیح اور حسنی تھا۔ اوس میں گفیہ اور نہفیہ کے کچھ معنے بھی لکھے تھے۔ میر منشی صاحب آپ کو یاد ہیں۔ وہ نہایت شرمندہ ہوئے۔

نئی فقہ

خواجہ ایوب ابن خواجہ ابوالبرکات نے قاضی نیتا دور کی ہجو میں کہا ہے۔

زنے چو شکوہ شوہر بہ پیش قاضی برد | اگر حظ نفس من از وے میسر نبود
جواب داد کہ گر شوئے تو ضعیف شدست | روا بود کہ در آرد بجائے خود مرد دگر

(منتخب التواریخ)

سرقۂ شعری

ہمہ گفتی بدعوی دی کہ باستد | بہ پیش سحر عذیم انگبیں ہیچ

بدیوانت نہ بینم غیر از ایں ہیچ	زہر جا جمع کردی چند بیتے

اگر ہر یک بجائے خود رود باز
بجز کاغذ نماند بر زمیں ہیچ
(بہارستان جامی)

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مروان ابن ابی حفصہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اُس نے خلیفہ مامون کی مدح میں کچھ شعر لکھے اور اُسکو جاکر سُنائے لیکن اس بات سے کہ نہ مامون نے کچھ داد دی اور نہ اُس کے چہرے سے قبول کا کچھ اثر ظاہر ہوا۔ مروان کو سخت تعجب ہوا۔ دربار سے واپس آکر عمارہ بن عقیل سے کہا۔ کیوں تمھاری کیا رائے ہے۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ مامون کو سخن فہمی کا مطلق مادہ نہیں ہے۔ عمارہ نے کہا مامون سے زیادہ اور کون نکتہ سنج ہو سکتا ہے۔ مروان نے کہا اچھا تو اُس کے سامنے یہ کیا جواب تھا اور اُس کو داد کیوں نہ ہوئی۔

بالدین والناس بالدنیا مشاغیل	اضحی امام الہدیٰ المامون مشتغلا

(لوگ دنیا کے کاروبار میں پھنسے ہیں لیکن امام ہدایت مامون دین میں مشغول ہے۔)

عمارہ نے کہا۔ سبحان اللہ اس شعر کی بھی آپ داد چاہتے ہیں۔ مامون نہ ہوا کوئی بڑھیا ہوئی کہ محراب میں بیٹھی تسبیح پھیرا رہی ہے۔ اگر مامون (جو بار سلطنت کا حامل ہے) دنیا کا کفیل نہ ہوگا۔ تو اور کون ہوگا۔ مروان نے کہا اب میں سمجھا کہ میری خطا تھی۔

(ایک وہ زمانہ تھا کہ اس قسم کے شعر بادشاہی تعریف کے مستحق نہیں سمجھے جاتے تھے۔ لیکن بعد میں اسلامی سلطنتوں کے کمزور ہو جانے پر سب خوبیاں نہ رہیں تو شاعروں نے ان کی عیب کو چھپانے کے لئے اس قسم کے خیالات کو پردہ بنایا۔ اور رفتہ رفتہ اس حد پر آگئے کہ مسلمانوں کی نسبت لوگوں کو یہ کہنا پڑا۔

دھوبی کے کتے ہو گئے گھر کے نہ گھاٹ کے	دُنیا و دیں کے ربط کی رسی کو کاٹ کے

(مامون الرشید کو یہ شعر سنکر خیال آیا ہوگا کہ شاعر میرے ہاتھ سے تلوار چھین کر تسبیح دینا چاہتا ہے)

(المامون)

گفت تاکے کوس سلطانی زدن

آں یکے دیوانۂ تن برہنہ
بود ہم سرما و باراں سنگرف
نہ ہمیتے بو دش و نہ خانۂ
چوں ہما دانہ راہ در ویرانہ گام
سر شکستش خوں رواں شد ہمچو جو

در میان راہ می شد گرسنہ
ترسد آں دیوانہ از باران و برف
عاقبت سے رفت تا ویرانۂ
بر سرش آمد ہمے خشتے ز بام
مرد سوئے آسماں آورد رو

گفت تاکے کوس سلطانی زدن
زیں نکو تر خشت نتوانی زدن ؟

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

صنعت مربع

مربع ذیل میں الفاظ کو سیدھا پڑھو یا اوپر سے نیچے۔ ایک ہی رباعی پیدا ہوگی۔

	۱	۲	۳	۴
۱	ممکن نہ	ہرگز چو تو	یا بد	عالم
۲	ہرگز چو تو	کس ندید	مردے	بکرم
۳	یا بد	مردے	دگر کسے	مثل تو کم
۴	عالم	بکرم	مثل تو کم	یا بد ہم

گر زمن بہتر ہمی دانی زدن

مولانا روم اپنے معترضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ مثنوی

کہا ہے - قصے کہانیاں ہیں۔ ادھر اُدھر کے افسانے اکٹھے کرکے لکھ دئے ہیں - مولانا جواب دیتے ہیں کہ اگر میں مثنوی اچھی نہیں لکھ سکتا اور تم اس سے بہتر لکھ سکتے ہو - تو اچھا میں اسے چھوڑ دیتا ہوں تم لکھو - اور ساتھ ہی ایک تمثیلی حکایت بیان کرتے ہیں -

ہمچو آں نائی کہ نے را خوش زدست
نے بکون برد و بگفتا ہیں بزن

ناگہاں از مقعدش بادے بجست
گر ز من بہتر ہمے دانی زدن

(مثنوی مولانا روم)

چہ حال داری؟

ابوالحسن خرقانی رحمت اللہ علیہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ " چہ حال داری " آپ نے فرمایا " کدام حال خواہد بود کسے را کہ خدا از وے فرض طلبد و پیغمبر سنت - و زن نان خواہد و ملک الموت جان "

(عود ہندی)

ما دام علی الفرات فاء

من کفک فاض فاء و رفد
ما دام علی الفرات فاء

(فاء یعنی کف یعنے جھاگ - رفد یعنے جود و سخاوت)

مطلب یہہ کہ جب تک دریائے فرات پر جھاگ ہے - یا جب تک لفظ فرات میں حرف ف ہے - اوس وقت تک تیری ہتیلی سے سخاوت (کا دریا) جھاگ اُٹھاتا ہوا بہتا رہے - مزید لُطف یہہ کہ لفظ ساعد میں بھی حرف ف موجود ہے -

(اعجاز خسروی)

اورنگ زیب عالمگیر کے جلوس کی تاریخ

اورنگ زیب جب پہلی دفعہ سنہ ۱۰۶۸ھ میں رفعت آرائے اورنگ ہوا تو اوسکی تخت نشینی کی بہت تاریخیں لکھی گئیں - لیکن سید عبدالرشید کی تاریخ میں سب سے زیادہ ندرت و غرابت ہے سید صاحب نے اس آیۂ کریمہ سے تاریخ نکالی ہے -

"اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ"

اورنگ زیب جیسے دین پرور بادشاہ کی تاریخ بھی ایسی ہی ہونی چاہیئے تھی۔

دوسری دفعہ جب یہ شہنشاہِ اسلام ۱۰۹۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ تو ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے باعتبار زبر و بینہ ملفوظ کلام الٰہی کے اس کلمہ سے تاریخ نکالی۔

"اِنَّ اللّٰہَ یُؤۡتِیۡ مُلۡکَہٗ مَنۡ یَّشَآءُ"

یہ تاریخ بھی فی الحقیقت القائے سروش اور امداد الہام غیبی کا نتیجہ ہے۔ (سیر المتاخرین)

۱-۲-۳-۴

مندرجہ ذیل رباعی میں مصرعہ اول کے حروف سب جدا جدا ہیں۔ یعنی تمام حروف مقطوع ہیں۔ دوسرا مصرعہ موصل بدو حرف۔ تیسرا مصرعہ موصل بسہ حرف۔ اور چوتھا مصرعہ موصل بچہار حرف ہے۔

اے در دلِ آزردہ از رخ آذر
مانی بر مرکزِ خطِ تو حیا کردہ
ثمر شکن جعد کجت کلک قضا
مشکل بکشد لشکل جیبہ عنبر

خداوند عالم از دہلی تا پالم

سلطان محمود شاہ کے زمانے میں نصرت شاہ نے بہت سا علاقہ اپنے زیر تصرف کر لیا۔ دہلی میں سلطان محمود کی اور فیروز آباد میں نصرت شاہ کی بادشاہی تھی۔ ان دونوں بادشاہوں میں شطرنج کی طرح لڑائی جاری رہتی تھی۔ سارا ملک میان دوآب کا اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف میں تھا۔ اور دو چار پرانے قلعے جیسے دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے میں تھے۔ یہ مثل اسی دن سے مشہور ہے "خداوند عالم از دہلی تا پالم"

(منتخب التواریخ)

سعدی کے قطعات کا عربی ترجمہ

شیخ سعدی علیہ الرحمت کے کلام کو جو قبول عام نصیب ہوا وہ محتاج بیان نہیں - چنانچہ گلستان کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے مشہور ادیب فضل اللہ بن عبد اللہ شیرازی نے دو قطعات کا ترجمہ عربی نظم میں کیا ہے - قابل داد ہے -

گلے خوشبوئے در حمام روزے
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
بگفتا من گل ناچیز بودم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد

رسید از دست محبوبے بدستم
کہ از بوئے دلاویز تو مستم
ولیکن مدتے با گل نشستم
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(سعدی)

اذا هو فی الحمام طین مطیب
فقلت لہ ھل انت مسك او عنبر
فاجاب بانی کنت طینا مذلّلاً
فاثر فی خلقی کمال مجالسی

توصل من ید کریم الی یدی
فانی من ریاک سکران معتد
فجالست للورد الجنی بمعهد
والا انا التراب الذی کنت فی ید

(فضل اللہ)

گر خردمند ز اجلاف جفائے بیند
سنگ بد گوہر اگر کاسۂ زریں بشکست

تا دل خویش نیازارد و درہم نشود
قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

(سعدی)

ان نال ذو کرم من الانذال منقصۃً
حاشی لہ ان یذیب النفس بالضجر

فالتبر من حجر اذا صار منکسرا
فالتبر تبر وما یزداد فی الحجر

(فضل اللہ)

سلیس اُردو

کسی مولانا کے گھر چوری ہوگئی۔ صبح اپنے ایک دوست سے فرماتے ہیں کہ

"دو لیلۂ ماضیہ میں ایک سارق نے سمت البیر سے دار میں دخول کیا۔ لعل الباب مفتوح تھا۔ مأت کا ہرج ہوا۔ باوجودیکہ ایک کتب بھی ہمیں تھا۔ جو طلع کرجاتا"

(سماعی)

دردزہ کا تعویذ

کہتے ہیں کہ امیر خسرو علیہ الرحمت ایک روز ایک گدھے پر اپنی کتابیں بار کئے ہوئے کہیں جارہے تھے۔ رستہ میں بارش شروع ہوگئی۔ گاؤں کوئی نزدیک نہ تھا۔ کتابوں کے خراب ہونے کا ڈر تھا۔ ادھر اُدھر تلاش کرنے پر ایک زمیندار کا گھر نظر آیا۔ جسنے اپنی زمین میں ہی اپنے رہنے کو ایک مکان بنا یا ہوا تھا۔ آپ اُس زمیندار کے گھر جو پہنچے۔ زمیندار نے ایک مولوی وضع شخص دیکھ کر بیٹھنے کو جگہ دی اور آپ کی خاطر تواضع کی۔ اتفاق سے زمیندار کی عورت دردزہ میں مبتلا تھی۔ بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور بڑی تشویش تھی۔ زمیندار نے یہ ماجرا آپ سے بیان کیا اور درخواست کی کہ تعویذ لکھدیں تاکہ اس تکلیف سے نجات ہو۔ آپ نے قلم دوات لیکر ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر زمیندار کے حوالے کیا۔ کہ کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی کمر میں باندھے زمیندار نے ایسا ہی کیا۔ بارش تھمنے پر آپ تو وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ لیکن خدا کی مہربانی سے وہ تعویذ باندھنے پر ہی عورت کے بچہ پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد جب کبھی قرب وجوار کے گاؤں میں کسی کو یہہ تکلیف ہوتی۔ زمیندار سے مانگ کر وہ تعویذ لے جاتے۔ آخر کار کسی تعویذ نویس نے وہ کاغذ کھول کر دیکھا۔ تاکہ وہ بھی یہہ تعویذ لکھ کر لوگوں کو دیا کرے۔ جب کاغذ کھولا تو اُس میں یہ شعر لکھا دیکھا۔

مرا جاشد خرم را نیز جا شد
زن دہقان زاید یا نہ زاید

لطف یہہ ہے کہ یہ شعر اس تک دردزہ کے تعویذوں کی فہرست میں ہے اور نقش سلیمانی جیسی تعوید کی کتابوں میں اب بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔ (سماعی)

ہیچ نہ دارم

سوداگرے بارے آگینہ داشت۔ عیارے برحسب عادت جوے را آں طرف بار حوالت نمود۔
پرسید کہ دریں بار چہ داری۔ گفت اگر جوے بطرفِ دیگر نہی ہیچ نہ دارم

(گلستان حکیم قاآنی)

شاعرانہ چشمکیں

شاہ مبارک آبرو ایک آنکھ سے معذور تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں نے اُن کے متعلق کہا۔

آبرو کی آنکھ میں اک گانٹھ ہے ۔۔۔ آبرو سب شاعروں کی ۔ ہے

شاہ آبرو نے جواب میں کہا۔

کیا کروں حق کے کئے کو کور میری چشم ہے ۔۔۔ آبرو جگ میں رہے تو جان جانا چشم ہے

دیکھئے شاہ آبرو مرزا صاحب کو مات کر گئے۔ بظاہر یہی کہا کہ جان جائے آبرو نہ جائے لیکن ساتھ ہی اپنے حریف کو ترکی بہ ترکی جواب بھی دے گئے۔

(آب حیات)

ترا ہجا نہ کند انوری معاذ اللہ

ترا ہجا نہ کند انوری معاذ اللہ ۔۔۔ نہ او کہ ار ستر اکسن ترا ہجا نہ کند
خدا ز ترک تو ملکہ از معائب تو ۔۔۔ حسے جائے دہم کہ اندیشہ ہم کرانہ کند

انوری نے کبھی ہجو نہیں کہی۔ نعوذ باللہ اگر ہجو کہتے تو خدا جانے کیا کرتے۔ ہجائے انوری سے اُس زمانے کے لوگ پناہ مانگتے تھے۔

(کلیات انوری)

موسیقی کا جنازہ

اورنگ زیب عالمگیر نے تخت نشین ہوتے ہی پرانی رسموں کو جو خلاف شرع تھیں یک قلم منسوخ اور موقوف کر دیا۔ چنانچہ کلاونت اور قوال جو سرکار شاہی کے دیرینہ ملازم تھے۔ اگرچہ ان کے منصب

اور وظیفے تو قائم رکھے - لیکن اُن کو گانے بجانے سے منع کر دیا - اِس پر ارباب نغمہ نے ایک دن اتفاق کر کے ایک جنازہ بنایا - اور اُس پر جھول ڈال کر کمال آرائش اور اژدحام سے بادشاہ کی نشست گاہ کے سامنے سے جا گزارا - بادشاہ نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے - لوگوں نے عرض کی کہ نغمہ و سرود کا جنازہ ہے - کلاونت اس کو دفن کرنے کے لئے لیجا رہے ہیں - اِس پر اورنگ زیب نے جواب دیا - کہ

"چناں دفن نمایند کہ خلافِ عادت آنہی صدا - ے از مُردہ بیرون برنیاید -"

(سیر المتاخرین)

شاعر اور ظریف کی بحث

ایک شخص نے کسی شاعر کے سامنے ایک شعر پڑھا جس کے ایک مصرعے میں قافیہ راے مہملہ مضموم تھا اور دوسرے مصرعے میں زاے معجمہ مکسور - شاعر نے کہا کہ یہہ قافیہ درست نہیں کیونکہ ایک جگہ حرف رائے بے نقطہ ہے اور دوسری جگہہ حرف زا بالنقطہ - اُس شخص نے کہا اچھا حرف زا پر نقطہ مت ڈالو - شاعر نے کہا کہ ایک جگہہ قافیہ مضموم ہے اور دوسری جگہہ مکسور - اُس شخص نے جواب دیا -

"بگرید اے مسلماناں کہ ایں چہ ناداں مردکے است من می گویم کہ نقطہ مزن دے اعراب مے کند"

یعنی یہہ کیسا بیوقوف آدمی ہے میں کہتا ہوں کہ نقطے بھی نہ ڈال - اور یہہ زبر زیر بھی ڈالنے لگا ہے -

(بہارستان جامی)

مقلوب مستوی

نار بزد دیگ روز رگش قلب ، | القش گرز درگیرد زیر ران
ن-ا-ر-ری-ز-د ← | ← د-ر-ی-ر-ر-ا ن

رگش یعنی خشم و غضب و قہر -

(گلستان مسرت)

ہذا شعر قلعت عیناہ فابصر

ہارون رشید کی ایک لونڈی تھی جس کے ساتھ اُسے بہت محبت تھی۔ سیاہ رنگ کی تھی اور نام اُس کا خالصہ تھا۔ موتیوں سے اور جواہرات سے لدی رہتی تھی۔ ابو نواس شاعر ایک دفعہ ایک مدحیہ قصیدہ لکھ کر ہارون رشید کے پاس گیا۔ اور وہ قصیدہ سنایا۔ لیکن رشید خالصہ کے ساتھ مشغول رہا۔ اور ابو نواس کی طرف چنداں متوجہ ہوا۔ ابو نواس شکستہ دل ہو کر چلا گیا۔ اور ہارون رشید کے دروازے پر یہہ شعر لکھتا گیا۔

لقد ضاع شعری علیٰ بابکم	کما ضاع عقد علیٰ خالصہ

یعنی میرے اشعار آپ کے دروازہ پر ایسے ہی ضائع ہوئے۔ جیسے کہ خالصہ کے گلے میں موتیوں کا گلوبند۔ بادشاہ کے کسی خدمت گار نے جب یہہ شعر دروازہ پر لکھا دیکھا۔ تو آکر ہارون رشید کو خبر دی۔ ہارون رشید نے حکم دیا کہ فوراً ابو نواس کو بلایا جائے۔ جب ابو نواس دروازہ پر آیا۔ تو اُس نے دونو جگہہ پر لفظ ضاع کے ع کے دائرہ کو اُڑا دیا اور (ء) باقی رکھا۔ جب بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے ہمارے دروازے پر کیا لکھا ہے۔ ابو نواس نے جواب دیا کہ مینے یہ شعر لکھا تھا۔

لقد ضاء شعری علیٰ بابکم	کما ضاء عقد علیٰ خالصہ

آپ باہر تشریف لے جا کر پڑھ سکتے ہیں۔ ہارون رشید بہت خوش ہوا اور ابو نواس کو انعام دیا۔

حاضرین میں سے ایک نے اس لطیفہ پر ایک اور لطیفہ بڑھایا۔ اور کہا کہ

ھذا شعر اذا قلعت عیناہ فابصر

یعنی یہہ ایک عجیب شعر ہے کہ جب اُس کی دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو بینا ہوا۔

عین بمعنے چشم۔ ضاع بمعنے ضائع شد۔ ضاء۔ بمعنے روشن شد۔

(نفحۃ الیمن)

ہنوز دہلی دور است

کہتے ہیں کہ غیاث الدین تغلق بادشاہ کے دل میں سلطان الاولیا شیخ نظام الدین دہلوی

کی طرف سے ہمیشہ کدورت رہتی تھی۔ غیاث الدین تغلق جب بنگالہ کی طرف سے واپس ہوکر دہلی کو آرہا تھا۔ تو رستہ سے نظام الدین اولیاؒ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے دہلی پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو دہلی سے نکل جانا چاہیے۔ یہہ پیغام سُنکر آپ نے قاصد کو جواب دیا کہ "ہنوز دہلی دور است"
چنانچہ آخر یہہ ہوا کہ غیاث الدین تغلق دہلی پہنچنے سے پہلے ہی ایک مکان کے نیچے دب کر مرگیا۔ اس وقت سے یہہ مثل مشہور ہے۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ (تاریخ فرشتہ جلد دوم)۔

شعر مرا بمدرسہ کہ بُرد

نظامی گنجوی علیہ الرحمت کا ایک شعر طالب علموں کے ہاتھ پڑا۔ اُنھوں نے از روئے قواعد نحو اس میں کلام کرنا شروع کیا۔ مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہنچے۔ تو فرمایا۔ "یاراں! شعر مرا بمدرسہ کہ بُرد" (عود ہندی)

ندانستم کہ از شما است

ابلہے راہے می رفت۔ آئینہ یافت۔ برداشت۔ عکس خود را دراں دید۔ بر زمیں گذاشت کہ مرا عفو کنند ندانستم کہ از شما است۔ (گلستان قاآنی)

مرزا سودا اور میر جعفر زٹل

جب مرزا رفیع سودا لڑکے تھے۔ اُس وقت میر جعفر زٹل کا بڑھاپا تھا۔ اگلے وقتوں کے لوگ رنگین جریبیں جن پر نقاشی کا کام ہوتا تھا۔ اکثر ہاتھ میں رکھا کرتے تھے۔ ایک دن شام کے قریب میر موصوف ایک سبز رنگ جریب ٹیکتے ٹہلنے کو باہر نکلے۔ مرزا کتابوں کا جزدان لئے سامنے سے آرہے تھے۔ اس زمانے میں ادب کی بڑی پابندی تھی۔ بزرگوں کو سلام کرنا اور اُن کی زبان سے دعا لینے کو بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ مرزا نے جھک کر سلام کیا۔ اُنھوں نے خوش ہوکر دعا دی۔ چونکہ بچپن ہی میں مرزا کی موزونی طبع کا چرچا تھا۔ میر صاحب کچھ باتیں کرنے لگے۔ مرزا ساتھ ہوئے اُنھوں نے تحریک طبیعت کے بڑھانے کے لئے کہا کہ مرزا بھلا ایک مصرع پر مصرعہ تو لگاؤ۔ یعنی

لالہ در باغ داغ چوں دارد

مرزا صاحب نے سوچکر کہا۔ ع عمر کوتاست غم فزوں دارد۔ میر صاحب نے فرمایا واہ مرزا دن بھر کے بھوکے تھے۔ ٹا کھا گئے۔

مرزا نے پھر کہا۔ ع از غم عشق سینہ خوں دارد۔ میر صاحب نے فرمایا۔ واہ بھئی دل خون ہوتا ہے جگر خون ہوتا ہے۔ بھلا سینہ کیا خوں ہوگا۔ سینہ پُر زخون ہوتا ہے۔ مرزا نے پھر ذرا فکر کیا۔ اور کہا ع چہ کند سوزش درون دارد۔ میر صاحب نے کہا کہ ہاں مصرع تو ٹھیک ہے لیکن ذرا طبیعت پر زور دے کر کہو۔

مرزا دق ہو گئے تھے۔ جھٹ کہہ دیا ع یک عصا سبز زیر.... دارد۔

میر جعفر بلبلا پڑے اور جریب اٹھا کر کہا کوں! یہہ ہم سے بھی۔ دیکھ کہوں گا تیرے باپ سے۔ بازی ہاری بارلیش بابا ہم بازی۔ مرزا لڑکے تو تھے ہی۔ بھاگ گئے۔ (آب حیات)

شاعر اور ماعر

ایک شاعر کا کسی اُمّی سے مقابلہ ہوگیا۔ اور فریقین میں نہایت دلچسپ مکالمہ ہوا۔

شاعر۔ تو کیستی؟

اُمّی۔ تو کیستی؟

شاعر۔ من شاعرم

اُمّی۔ من ماعرم

شاعر۔ ماعر چہ مے باشد؟

اُمّی۔ شاعر چہ مے باشد؟

شاعر۔ شاعر آں باشد کہ شعرے گوید۔

ماعر۔ ماعر آں باشد کہ معرے گوید۔

شاعر۔ معر چہ مے باشد؟

ماعر۔ شعر چہ مے باشد؟

شاعر - شعر ایں باشد کہ مثلاً ع رفتارِ تو شرمندہ کند کبک دری را -

ماعر - معر ایں باشد کہ مثلاً ع مفتارِ تو مرندہ کند مبک مری را -

شاعر - مبک مری چہ مے باشد؟

ماعر - کبک دری چہ مے باشد؟

شاعر - کبک دری جانوریست کہ در کوہ ہا مے ماند و سنگریزہ ہا میخورد -

ماعر - مبک مری مانوریست کہ در موہ ہا مے ماند و منگریزہ ہا مے مورد -

شاعر کا قافیہ تنگ ہوا - اور رہ جاتا - ع - زجاہل گریزندہ چوں تیر باش -

سن شریف چہل و شش نازم بایں ریش و فش

اورنگ زیب عالمگیر کو ایک دفعہ معلوم ہوا کہ اُس کا لڑکا محمد معظم دیوان اور دربار کے وقت نہایت نفیس رنگین اور دیدہ زیب لباس پہنا کرتا ہے - اورنگ زیب ایک نہایت متشرع بادشاہ تھا - اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا - چنانچہ محمد معظم کو یہ مختصر سا خط لکھ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا - "فرزند سعادت توام محمد معظم حفظہ اللہ تعالے - از نوشتہ عزیزے معلوم شد کہ چیرہ زعفرانی بر سر و جامہ نیلوانی در بر در دیوان می نشیند - سن شریف چہل و شش نازم ایں ریش و فش" (رقعات عالمگیری)

مجمل الضدین

دید چوں محراب ابروے بتاں جلوہ ساز		جائے آں دارد کہ شیخ شہر نگذارد نماز

(گلستان ستر)

انوری نام ہجوے نبرد

حکیم انوری نے کسی دولتمند کی مدح میں قصیدہ لکھا - صلہ کے لئے کچھ مدت انتظار کر کے ممدوح کو یہ شعر لکھ بھیجے -

الوری نام ہجوے نہ برد	گزتو اش جشم بعطاست ہنوز
... حسنر نامے بر واما	سے نہ گو یدکہ درکجاست ہنوز

استغفراللہ - ابھی الوری نے ہجو کا نام بھی نہیں لیا - اگر ہجو لکھنے بیٹھتے تو آپ قیاس کریں کہ کیا کچھ نہ لکھوڈالتے۔ (کلیات الوری)

مضمون شعر لوٹ بود فی زمانا

غالب دریں زمانہ بہرکس کہ وارسی	مضمون غیر دلفظ خودش بر زبانِ اوست
ایں مایہ از کجا کہ بنالد بہ خویشتن	ہر گنج شائگاں کہ بود رائگان اوست
کس را ز دست بردخیالش نجات نیست	گر پیش ازو گذشتہ وگر در زمان اوست
مضمون ہر کرا خوشش ادامی کند بناز	گوئی بہ بزم اہلِ سخن ترجمان اوست
اما چکنہ حسن ادا نارسیدہ است	می لرد از نہیب دلم رازدان اوست
جز من کسے نہ دزد سخن وانسے رسد	گو خوش بخواں کہ ابجئے مدح خوان اوست
آیمے نہ جیگ بود نہ تنگ وبرگ ہست	نے دستخط نہ مہر نہ نام ونشان اوست

مضمون شعر لوٹ بودفی زمانا یعنے بدست ہرکہ فقد ازان اوست	(کلیات غالب)

ضرورت شعری

ایک دن کوئی شاعر یاوہ گو اپنے اشعار میر معز فطرت کو سناتا تھا - اور داد چاہتا تھا - کسی مقام پر ایک لفظ غلط ایسا بے ہودہ مانند ساتھا - کہ میر نے ٹوکا - اس نے کہا کہ " ایں برائے ضرورت شعر است " میر صاحب نے کہا کہ " شمار اضرورت شعر چہ بود " (نگارستان فارس)

صغیر است ولے بہ زکبیر است

قاضی حمید الدین ناگوری - شیخ برہان الدین اور قاضی کبیر رحمت اللہ علیہم سوار جا رہے تھے - قاضی

حمید الدین کا گھوڑا بہت چھوٹا تھا۔ اور دوسرے گھوڑوں کے ساتھ ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ قاضی کبیر نے کہا کہ "اسپ شما بسیار صغیر است" قاضی حمید الدین نے جواب دیا "وے بہ زکبیر است"

(اخبار الاخیار ترجمہ قاضی حمید الدین ناگوری)

توارُد

بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوجاتا ہے کہ ایک ہی مضمون کا دو مختلف دلوں میں اتفاقاً القا ہوجاتا ہے، اسے توارد کہتے ہیں۔ کمال الدین اسماعیل نے سرقات شعری کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

گر توارد خاطر کہ در مجازی آن	نہ ممکن است کہ کس معتر ض شود بروے
دو راہ رو کہ براہے روند در یک سمت	عجب بنا شد اگر او فتند پے در پے

خلاصۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میر نظام الدین شحم نے ایک قصیدہ مرزا سلطان احمد سمرقندی کی مدح میں لکھا۔ اور اصلاح لینے کی خاطر میر نظام الدین علی شیر کی خدمت میں لے گیا۔ میر علی شیر نے قصیدہ پڑھ کر میر نظام الدین شحم کو کہا کہ فلاں شعر کے بعد جس میں ممدوح کا نام ہے ایک اور شعر ہونا چاہئے تاکہ کلام مربوط ہوجائے۔ میر شحم نے اس بات کی تصدیق کی۔ اور عرض کی کہ آنجناب ہی یہہ شعر لکھ دیں۔ میر علی شیر نے کہا کہ آپ بھی کوشش کریں میں بھی کچھ فکر کرتا ہوں۔ دونوں کاغذ قلم دوات لیکر مصروف فکر ہوئے۔ اور کچھ دیر کے بعد اپنے اپنے شعر ایک دوسرے کو دئے۔ لطف یہہ کہ دونوں کے شعروں میں ایک لفظ کا تفاوت نہ تھا۔ شعر یہہ تھا۔

بہار باغ جوانی نہال گلشن عدل	گل ریاض کرم سرو جویبار وفا

(ہفت قلزم)

امیر خسرو اور جھجو ساقن

امیر خسرو کے محلے کے سرے پر ایک بڑھیا ساقن کی ڈکان تھی۔ جھجو اُس کا نام تھا۔ لوگ وہاں بھنگ چرس پیا کرتے تھے۔ امیر خسرو کا بھی کبھی کبھی وہاں سے گزر ہوتا۔ اکثر کہتی رہتی کہ ہزاروں غزلیں۔ گیت۔ راگ۔ راگنی بناتے ہو کتابیں لکھتے ہو۔ کوئی چیز لونڈی کے نام کی بھی بنا دو کہ نام رہے۔ امیر خسرو کہتے۔

بی چھّو بہت اچھا۔ ایک دن پھر اُس نے کہا کہ بھٹیاری کے لڑکے کے لئے تو خالق باری لکھ ڈالی ذرا لونڈی کے نام پر بھی کچھ لکھ دو تو کیا ہوگا۔ اس کے اصرار پر ایک دن خیال آگیا۔ کہا۔ لو بی چھّو سنو۔

اوروں کی چوپہری باجے چھّو کی اٹھ پہری
باہر کا کوئی آوے ناہیں، آویں سارے شہری
صاف صوف کر آگے رکھے جس پر ناہیں تو سل
اوروں کے جہاں سینگ سماوے چھّو کے وہاں موسل

(یعنی بادشاہ کے ہاں بھی نوبت چوپہری بجا کرتی ہے چھّو بادشاہ سے بھی بڑی ہے کہ اُس کے ہاں اٹھ پہری بجتی ہے گنوار لوگ نہیں بلکہ شہری سفید پوش آتے ہیں۔ بھنگ کا یہ اوصاف صفے حاضر کرتی ہے جس میں پُش تنکا نہ ہو۔ اوروں کی بھنگ کا گاڑھا پن یہ کہ اگر پیالہ میں سینگ کھڑی کرو تو وہ کھڑی رہے یہ ایسی بھنگ بناتی ہے کہ جس میں موسل کھڑا رہے۔)

خیر اُن کی بدولت چھّو کا بھی نام زندہ رہ گیا۔ (آب حیات)

مادری زبان

ایک دن مولانا عرفی علیہ الرحمت اور شیخ ابوالفضل میں مباحثہ ہوا۔ شیخ نے عرفی سے کہا۔ کہ ہم نے تحقیق کو سرحد اعجاز تک پہنچا دیا ہے۔ اور فارسی میں خوب کمال پیدا کیا ہے۔ عرفی نے کہا کہ اس کو کیا کرو گے کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے گھر کے بڈھوں سے اور بڈھیوں سے جو بات سنی فارسی میں سنی۔ شیخ نے کہا "ما فارسی از انوری و خاقانی فرا گرفتہ ایم و شما از پیر زالان آموختہ اید" عرفی نے جواب دیا کہ "انوری و خاقانی ہم از پیر زنان آموختہ باشند"

(اہل زبان کے متعلق اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ اس کی مادری زبان ہے۔ کوئی نہیں کہتا کہ یہ اسکی پدری زبان ہے۔)
(عود ہندی)

تا بہائی سہ صد و پنجاہ سال

ایک بار خواجہ شمس الدین صاحب دیوان نے پانچ سو دینار بطور نذر کے شیخ سعدی علیہ الرحمت کی خدمت

میں بھیجے۔ رستہ میں غلام نے شیخ صاحب کے معمولی اغماض اور چشم پوشی کے بھروسے پر اُس میں ڈیڑھ سو دینار نکال لئے اور باقی شیخ صاحب کے حوالے کئے۔ شیخ صاحب نے رسید اور شکریہ میں یہ قطعہ صاحب دیوان کو لکھ بھیجا۔

خواجہ تشریفم فرستادی و مال	مالت افزوں باد و خصمت پائمال
ہر دینارت سالے عمر باد	تا بمانی سہ صد و پنجاہ سال

صاحب دیوان نے یہ قطعہ پڑھ کر غلام کو بہت زجر و توبیخ کی اور رقم کی بابت تدارک مافات کر کے شیخ صاحب سے معافی مانگی۔
(حیات سعدی)

پندارم توئی

یکے از شیخ زادہ ہائے شہر کہ دعوی شاعری می کرد۔ پیش مولانا جامی رفت و بریں مطلع او

لب کہ در جانِ فگار و چشم بیمارم توئی	ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

اعتراض کرد و گفت کہ شما گفتہ اید ع ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔ شاید خرے یا گاوے پیدا شود۔ مولوی گفت۔ پندارم توئی۔
(تذکرہ حسینی)

میاں قاضی اور بیوی مُفتی

مُلّا مقید بلخی نے قاضی صبری کی ہجو لکھی ہے۔

زن صبری دریں سرائے دودر	مفت با ہر کسے کند جُفتی
ہر دو باہم مناسب و خوب اند	خود او قاضی و زنش مُفتی

(بہار عجم)

ایجاز

اورنگ زیب عالمگیر بہت مختصر نویس تھا۔ اور باوجود اختصار کے مطلب فوت نہیں ہونے دیتا تھا۔ دیکھئے کیا جامع اور مانع جملے ہیں۔

دو فرزند عالی جاہ! شمس و قمر تنازل محال جاگیر آں عالی جاہ ارجو و مرسلہ سوانح نگار ظاہر می گردد

تاریخ فتح قلعۂ گولکنڈہ

اورنگ زیب عالمگیر نے جب ۱۰۹۸ھ میں قلعۂ گولکنڈہ کو بعد از خرابی بسیار فتح کیا۔ تو میر عبدالکریم نے اس واقعہ کی تاریخ ان الفاظ سے نکالی۔

"فتح قلعۂ گولکنڈہ مبارک باد"

نہایت عجیب تاریخ ہے۔ (سیر المتاخرین)

بدیہہ گوئی

خواجہ عطاء اللہ عطاؔ تخلص شخصے در عہد عالمگیر بود۔ موافق طور خود شعر بلندے گفت نقل است کہ بادشاہ دین پناہ این را بنا بر گناہے گرفتہ حبس نمودہ بود۔ روزے بحسب اتفاق بادشاہ عالی جاہ مصرعے موزوں کرد از کسے پیش مصرع او خوب بہم نہ رسید۔ این سخن قال قال گوش عطا رسید۔ گفت اگر مرا خلاص نمایند میگویم چنانچہ ہمیں ملک پاس رسیدہ بردند۔ بادشاہ فرمود کہ مصرع من این است۔ ع

بسترم خاک وخشت بالین است

عطاؔ گفت۔ قربانت شوم۔ ع

یکے از سرگذشتِ من این است

تذکرہ شعرائے اردو (میر حسن دہلوی)

(لطف یہ ہے کہ بدیہہ گوئی کے علاوہ عطاؔ نے بادشاہ کو یہ کہا ہے کہ حضور آپ کا مصرعہ آپ کی حالت کا آئینہ تو نہیں بلکہ قید خانے میں میری حالت کا نقشہ ہے۔)

امر اللہ مفعولا

ملا سید ادریسی مرزا امر اللہ ولد مہابت خاں خانخاناں کہ بعلت مفعولیت مشہور بودہ گفتہ

نہ تنہا من ہمے گویم کہ امر اللہ مفعول است		خدا ہم گفت در قرآن کہ امر اللہ مفعولا

(تذکرہ حسینی)

مُناظرہ بالضحک

ابو زید عبد اللہ فقیہ رضؒ نے ایک شخص سے مناظرہ کیا۔ ابو زید جس وقت فریق مقابل کو کسی حجت سے لاجواب کرتے تو وہ ہنس دیتا۔ آپ نے فرمایا۔

مالی اذا الزمتہ حجۃ	قابلنی بالضحک و القہقہہ
ان کان ضحک المرء من فقہہ	فالدب فی الصحراء ما افقہہ

یعنی اگر ہنس دینا ہی فقیہہ ہونے کی دلیل ہے۔ تو پھر خرس سے زیادہ فقیہہ کون ہوا۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو زید عبد اللہ)

میانِ ما و شما عشق بازی است

شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمت اللہ علیہ نے شیخ فرید الدین رحمت اللہ علیہ کو خط بھیجا اور اُسمیں لکھا کہ "میان ما و شما عشق بازی ست" شیخ فرید الدین رحمت اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ "میانِ ما و شما عشق است بازی نیست" ۔ (اخبار الاخیار ذکر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ملتانی)

اَوَّل مَن آمَنَ

اَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْر۔ وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الصِّبْیَانِ عَلِیٌّ وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ النِّسَاءِ خُدَیْجَۃُ وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الْعَبِید بِلَالٌ۔ (ارشاد الطالبین)

مولانا این شعر را جہت مخدوم زادہ گفتہ

کہتے ہیں کہ عرفی شاعر کا ایک نہایت کریہہ منظر بیٹا تھا۔ ایک ظریف نے اُس لڑکے کو دیکھ کر کہا۔ کہ شاید مولانا عرفی نے یہہ شعر اسی صاحب زادے کے متعلق کہا ہے۔

تخم دیگر بکف آریم و بکاریم ز نو ؎ (آتشکدہ آذر) کاینچہ کشتیم زخجلت نتواں کرد درو

مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گماں نبود

نعمت خان عالی نے اورنگ زیب عالمگیر کی سپاہ اور اُس کے سپاہ سالاروں کی شان میں جو نغمہ سرائی کی ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں - اسے ہجو ملیح سمجھئے یا ہجو صریح - لطف اللہ خاں کے حق میں آپ فرماتے ہیں -

گویند او دوید و لیس توپ شد نہاں
استغفراللہ ایں غلط است آنچناں نبود

او حاجتِ دویدن و پنہان شدن نداشت
کز ابتدائے معرکہ خود درمیاں نبود

یک میل راہ بود از و تا بہ فوج شاہ
گر سرمہ می کشید کہ چیزے عیاں نبود

لیکن نہ شاید از سر انصاف در گذشت
داریم چوں دلیل بریں کو جیاں نبود

نزدیک توپ رفت و بمرد از صدائے آن
مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گماں نبود

(وقائع نعمت خان عالی)

بش یوز لتوں دویست دینار است

برندق بخارائی کو بادشاہ نے ایک قصیدہ کے صلہ میں پانچ سو تومان انعام دئے جانے کا حکم کیا- خزانچی نے بجائے پانچسو کے صرف دو سو تومان دئے - برندق نے یہہ قطعہ لکھ کر بادشاہ کو بھیجا اور انعام پورا کرا

شاہ دشمن گداز دوست نواز
آں جہانگیر کو جہاں دار است

بش یوزلتوں کرم نمود بہ من
لطف سلطان بہ بندہ بیار است

سہ صد از جملہ غایب است کنوں
در براتم دو صد پدیدار است

یا مگر من غلط شنودستم
یا کہ دیوانچی طلب گار است

یا مگر در عبارتِ ترکی
بش یوز لتوں دویست دینار است

(بش یوز آلتون - ترکی الفاظ ہیں- جن کا ترجمہ پانچ سو تومان ہے -

تیشہ - رندہ - اور آرہ

کبرؔی بخارائی جو عمل نجاری سے بسر اوقات کرتا تھا - کہتا ہے -

چوں تیشہ مباش جملۂ خود را مَتراش ۔ چوں رندہ زکار خویش بے بہرہ مباش
تعلیم ز آرہ گیر در علم معاش ۔ چیزے سوئے خود می کش و چیزے می پاش

(تذکرۂ حسینی)

برہنہ مجذوب کا کشف

حکیم سرمد دہلوی ابتدا میں یہودی تھے - کاشان سے دہلی آکر مشرف باسلام ہوئے - آخر کار مجذوب ہوگئے - اور برہنہ ہو کر دیوانہ وار پھرنے لگے - داراشکوہ حکیم سرمد کا معتقد تھا - اپنے باپ شاہجہاں سے سرمد کے کشف و کرامات کا اکثر ذکر اذکار کیا کرتا تھا - بادشاہ نے امیر عنایت خاں کو سرمد کے حالات کی تفتیش کے لئے مقرر کیا - عنایت خاں نے سرمد کو دیکھ کر اور اُس کے حالات سے آگاہی حاصل کرکے بادشاہ کی خدمت میں عرض حال کے طور پر یہہ شعر جا کر پڑھا -

برِ سرمد برہنہ کرامات تہمت است ۔ کشفے کہ ظاہر است از و کشف عورت است

آخر کار اورنگ زیب نے علماء کے متفقہ فتوے کی بنا پر سرمد کو قتل کروادیا -

(تذکرۂ حسینی)

کتاب واپس کیجئے

عوام الناس میں یہہ بہت بُری عادت ہے کہ پڑھنے کے لئے کسی سے کتاب عاریتاً لیتے ہیں واپس کرنے کا نام نہیں لیتے - ایک بار خواجہ شمس الدین صاحب دیوان نے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمت سے اُن کی نظم و نثر کا مجموعہ پڑھنے کے لئے مانگا - آپ نے بھیجا - جب ایک مُدّت تک وہاں سے رسید نہ آئی تو اُس کے تقاضے کے لئے یہہ قطعہ لکھ بھیجا -

مسودۂ حکمیات و نظم و نثر لطیف ۔ در بارگاہ ملوک و صدور را شاید

بصدر صاحب صاحبقراں فرستادم	گر بہ عین عنایت قبول فرماید
سفینہ رفت و ندانم رسید یا نرسید	بداں دلیل کہ آیندہ دیر مے آید
بیا رسائے ازیں حال شورت کردم	[illegible] بستہ بکشاید

بہ گفت - گفت کہ ای خواجہ دریا ست
نہ ہر سفینہ زدریا درست باز آید

(حیات سعدی)

صد شکر می کنم کہ درو پائے من نہ بود

شعراء کے پاس نئے مضمونوں - نئی بندشوں اور نئی ترکیبوں کا خزانہ ہوتا ہے - پھر بھی کبھی کوئی اُن کا ایک مضمون چرالیتا ہے تو دیکھئے کس قدر ازخود رفتہ ہوجاتے ہیں - دولتِ دنیا تو اُن کے پاس ہوتی ہی نہیں (الا ماشاء اللہ) اور اگر کچھ ہو بھی تو لوگ اُس پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہیں ٹلتے - سلیم شاعر کی کسی نامراد نے جوتیاں چرالیں - ایسی چوری کا سوائے اس کے اور کیا جواب ہو سکتا تھا جو سلیم نے دیا - کہتا ہے -

دزدے بہ ... مادر خود برد کفش من
صد شکر می کنم کہ درو پائے من نہ بود

(بہار عجم)

شیخ در خواب دید شیطان را

شیخ در خواب دید شیطاں را	رہزنِ دین و دزدِ ایماں را
از صفا بس کہ دل چو آئینہ صاف	آں لعیں را ہمیں کہ دید شناخت
بنشست و عتاب عنبس گرفت	ریش او زد بیکے دو ریش گرفت
کہ چرا مے کنی تو اے مردود	... درگہہ خدا مطرود
اے کہ گمراہ کردہ مردم را	دارِ اضلال حلقہ دم را
ایں ہمہ طاعت و رکوع و سجود	بہر اغوائے خلق و مردم بود
ہم دیگر چو شیخ [illegible]	شد از آں ضرب دست خود بیدار
چوں ترشد ز خواب شیریں جست	دید ریش خودش بدست خود است

جنگ با دیو نفس آمد یاد | خندۂ زد بر ریش خود مرداد

گر نہ کشف است چیست این آخر
ہر کہ شک آورد بود کافر

(وقائع نعمان عالی)

یک جا ہمہ جا

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ
"ہر کہ یک جا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا نہ"

(رشحات)

خلعت برار و خلعت دربار

ایک دن دلی کے دیوان عام کے ایک در میں میر معز الدین موسوی خان فطرت چند دوست آشناؤں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سامنے سے دیکھا کہ دو شخص دربار میں سے خلعت پہن کر نکلے۔ سب کو خیال ہوا کہ یہ کون دو شخص ہیں اور کس بات کا خلعت ان کو ملا ہے۔ میر نے سرخوش کو اشارہ کیا۔ یہ گیا تو معلوم ہوا کہ ایک کو صوبۂ برار کی حکومت کا خلعت ملا ہے اور دوسرے کو اُس کی شادی کا۔ سرخوش نے آ کر کہا کہ جناب ایک کو برار کا خلعت ملا ہے اور دوسرے کو در آر کا۔ میر نہایت محظوظ ہوا اور سب لوگ ہنسنے لگے۔

(نگارستان فارس)

بدیہہ گوئی

ایک دن کوئی شخص مرزا صائب کے پاس یہ تازہ بہ طور مصرعہ لیکر گیا کہ اس کے لئے دوسرا مصرعہ بہم پہنچائیے
"شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت"۔ مرزا صاحب نے فوراً پڑھ دیا۔ کہ

امشب از ساقی تہ بس گرم است محفل مے تواں
شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

(تذکرہ حسینی)

سرقات شعری

اگر ایک شاعر دوسرے شاعر کا شعر یا مضمون اپنے کلام میں لائے تو اسے سرقہ کہتے ہیں۔ اور بہت مذموم حرکت ہے۔ لیکن اگر دوسرا شعر پہلے شعر سے لطافت اور پاکیزگی میں بڑھ جائے اور سلاست لفظ، عذوبت معنی اور حسنِ ترکیب میں پہلے شعر سے بہتر ہو تو اسے مذموم نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ احسن خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً فرخی کہتا ہے۔

بقد گفتی سرو یست در میان قبا	بروے گفتی ماہیست برنہادہ کلاہ
چو ماہ بود چو سرو و نہ ماہ بود نہ سرو	قبا نہ بندد سرو و کلاہ نہ دارد ماہ

رشید وطواط نے دیکھئے اس مضمون کو کیا اعلیٰ لباس پہنایا ہے۔

بماہ و سرو از انت نمی کنم نسبت	کہ ایں سخن بر عاقلاں خطا باشد
توئی چو ماہ اگر ماہ را کلاہ بودے	توئی چو سرو اگر سرو را قبا باشد

(ہفت قلزم)

ابو شکور بلخی نے دشمن کو درختِ تلخ میوہ سے تشبیہ دیکر مندرجہ ذیل اشعار میں کہا ہے کہ دشمن پر مہربانی کرنا بے فائدہ ہے۔

بدشمن برت مہربانی مباد	کہ دشمن درختیست تلخ از نہاد
درختے کہ تلخش بود گوہرا	اگر چرب و شیریں دہد مر ورا
ہماں میوۂ تلخت آرد پدید	از و چرب و شیریں نخواہی مزید

دیکھئے فردوسی نے اسی خیال کو دوسرا جامہ پہنا کر بات کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا ہے۔

درختے کہ تلخ است وے را سرشت	گرش برنشانی بہ باغ بہشت
ور از جوئے خلدش بہ ہنگام آب	بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بکار آورد	ہماں میوۂ تلخ بار آورد

(شعر العجم جلد اول)

فرخی کا شعر ہے۔

طبع من داد لطافت بسخن داد چناں	کہ گہر غرق عرق گشت و بدریا افتاد

عرفی نے اسی مضمون کو اور زیادہ خوبصورت کر دیا ہے۔

رزادۂ دل و طبعم اگر شود آگاہ	باصل خویش بنا ید دستم دُر یتیم

(رسالہ عبدالواسع)

می آیم می آیم می آیم

ایک دن خانخاناں اور راجہ مان سنگھ شطرنج کھیل رہے تھے۔ شرط یہ ہوئی کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے۔ خان خاناں کی بازی دبنی شروع ہوئی۔ مان سنگھ نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ بلی کی بولی بلواؤں گا۔ خانخاناں ہنستے گئے لیکن جب مایوس ہوئے۔ تو گھبرا کر اٹھنا چاہا۔ اور کہا کہ بادشاہ نے ضروری کام کو کہا تھا شکر ہے کہ یاد آگیا۔ ابھی واپس آتا ہوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ مان سنگھ نے دامن پکڑ لیا اور کہا۔ کہ بلی کی بولی بول جاؤ تب جانے دوں گا۔ خان خاناں نے کہا "سعداتم بگذارید۔ می آیم می آیم می آیم" اس پر دونوں ہنس پڑے۔ خان خاناں نے کمال کیا اپنی بات کہی اور حریف کی بات بھی پوری کر دی۔

(دربار اکبری)

فرزدق کی حاضر جوابی

فرزدق شاعر کو ایک روز خالد بن صفوان نے از روئے تمسخر کہا۔ کہ

"ما انا بافرس ها لمنت بالذی لسا رأینک اکبرنہ وقطعن ایدیھن"

اس پر فرزدق نے فوراً جواب دیا۔ کہ

"ولا انت بالذی قالت الفتاة لابیھا یا ابت استأجرہ ان خیر من استأجرت القوی الامین"

(الشعر والشعرا)

درمکہ بدزد اگر بیابی

دہکی قزوین کا ایک شاعر ہے جو مولانا جامی کو بھی شعر دزد کہتا ہے۔ اُس کا قطعہ ہے۔

ای بادِ صبا بگو بجامی
بُردی اشعارِ کہنہ و نو
اکنوں کہ سرِ حجاز داری
دیوانِ ظہیرِ فاریابی

کای دزدِ سخنورانِ نامی
از سعدی و انوری و خسرو
و آہنگِ حجاز سازداری
درمکہ بدزد اگر بیابی

(تذکرۂ حسینی)

جَامعکِ شُہودکِ

ایک عورت قاضی کے پاس استغاثہ لے کر گئی۔ قاضی صاحب نے فرمایا "جَامعکِ شُہودکِ"
عورت یہہ سنکر خاموش ہوگئی۔ اس پر قاضی صاحب کے سررشتہ دار نے عورت کو کہا کہ قاضی صاحب
فرماتے ہیں کہ "جَاءَ شُہودکِ مَعَکِ" یہہ سنکر عورت نے کہا بہت اچھا اور
قاضی صاحب سے مخاطب ہوکر کہنے لگی۔ آپ بوڑھے ہوگئے مگر بات کرنی نہ آئی۔
"قاضی صاحب نے فرمایا تھا کہ اپنے گواہ ساتھ لاؤ۔ مگر الفاظ کی ترتیب ایسی ہے جس سے کچھ اور بھی
مفہوم ہوسکتا ہے

(الظریف للادیب الظریف)

جامع الحروف

شعر ذیل میں تمام حروف تہجی موجود ہیں۔

ان بفا ہا الیا شب اے کافر ترسا لقب
لذت صد خطا مر لیغز عشق تو بردا ز غلطت

(دریائے لطافت)

مذہب ناحق

میر عبداللطیف قزوینی سادات سیفی میں سے تھے۔ وہ اور اُن کا سارا خاندان متعصب سنّی تھا۔ اسی وجہ سے بادشاہ طہماسپ نے اُن کی سب زمینیں ضبط کر لی تھیں۔ کہتے ہیں۔ کہ میر صاحب نے شاہ اسماعیل کے خروج کی تاریخ ان الفاظ سے نکالی (مذہب ناحق) جب میر صاحب سے مواخذہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے مذہب ناحق نہیں کہا۔ بلکہ مذھبنا حق کہا ہے۔ اور اس حیلہ سے اس بلا سے خلاصی پائی۔ (منتخب التواریخ)

حاضر جوابی

معاویہ و عقیل ابن ابی طالب باہم نشستہ بودند۔ معاویہ گفت اے اہل شام ہیچ شنیدید قول تعالے را از انجا کہ می گوید " تبت یدا ابی لهب " گفتند آرے۔ گفت ابی لہب عم عقیل است۔ عقیل گفت اے اہل شام ہیچ شنیدہ اید قول اللہ تعالے را کہ می فرماید وامرأته حمالة الحطب " گفتند آرے۔ گفت این حمالة الحطب عمہ معاویہ است "

(بہارستان جامی)

کمال بلاغت

خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں جو لوگ خط و کتابت کے معزز منصب پر مقرر ہوئے۔ اپنے فن میں یکتا تھے۔ عمر ابن مسعدت (المتوفی ۲۱۷ھ) بہت بڑا نامور فاضل تھا۔ بڑے بڑے مضمونوں کو مختصر الفاظ میں اس خوبی سے ادا کرتا تھا۔ کہ مضمون کا پورا زور قائم رہتا تھا۔ احمد بن یوسف کہتا ہے کہ ایک بار میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک خط پڑھ رہا تھا۔ اور عجیب محویت کے عالم میں تھا۔ بار بار پڑھتا تھا اور چومتا تھا۔ مجھکو دیکھا تو کہا کہ امیر المومنین ہارون الرشید فرمایا کرتے تھے کہ بلاغت اُس کا نام ہے کہ نہایت مختصر لفظوں میں مطلب ادا ہو۔ اور مضمون کا زور قائم رہے۔ امیر المومنین نے جو فرمایا تھا اس خط نے آنکھوں سے دکھا دیا۔ یہ کہہ کر مامون نے خط کی عبارت پڑھ کر سنائی۔ جو فوج کی باقی تنخواہ کی نسبت ایک شکایت آمیز

عربی تھی خط کے الفاظ یہ ہیں -

"کتابی الی امیر المومنین ومن قبلی من الاجناد والقواد فی الطاعۃ والانقیاد علی احسن مایکون علیہ طاعۃ جند تاخرت عطیاتہم واختلت احوالہم"

(یعنی میں امیر المومنین کو خط لکھ رہا ہوں اور فوج اور افسران فوج اطاعت اور انقیاد کے اس عمدہ ترین درجے پر ہیں جہانتک ایک ایسی فوج کا ہونا ممکن ہے جسکی تنخواہیں نہ ملی ہوں - اور تباہ حال ہو رہی ہو) (المامون)

تاریخ وفات بابر بادشاہ

تاریخ وفات سنہ بابر		در نہصد و سی و ہفت بود

د - س - ت - ہ - ص - د - و - س - ی - و - ہ - ف - ت - دبہ - و - دہ

۴ - ۳۰۰ - ۵۰ - ۵ - ۹۰ - ۴ - ۶ - ۶۰ - ۱۰ - ۶ - ۵ - ۸۰ - ۴۰۰ - ۲ - ۶ - ۴ - ۵

صوری ومعنوی دونو طریقوں سے تاریخ وفات ۹۳۷ھ نکلتی ہے - (گلستان سخن)

مقلوب مستوی

مولانا سلطان محمد نے ایک شعر مقلوب مستوی لکھا اور حاکم سمرقند کی مجلس میں اُس وقت جاکر پیش کیا - جب کہ انواع و اقسام کے کھانے خوان پر چنے ہوئے تھے - حاکم مذکور نے خوش طبعی کی رو سے کہا کہ چونکہ مولانا نے شعر مقلوب مستوی پیش کیا ہے - اس لئے تمام مختلف قسم کے کھانوں سے صرف "نان" ان کے پیش کئے جائیں - کیونکہ باقی کوئی چیز مقلوب نہیں - مولانا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ "نہ تنہا نان مقلوب مستوی نیست بلکہ ہمہ مقلوب مستوی ست -" حاکم مذکور کو یہ جواب بہت پسند آیا - اور حکم دیا کہ "ہمہ بدہند"

کہتے ہیں کہ دستر خوان کے تمام ہوئے چاندی کے ظروف مولانا کو انعام میں دیئے گئے -

(ہفت قلزم)

چون وضوئے محکم بی بی تمیز

سر سر کار تو در لیل و نہار / سعی در تحصیل جاہ و اعتبار

دین فروشی از پئے نان حرام / مکر و حیلہ بہر تسخیر عوام

خوردن نان حرام و زرق و شید / گاہ خبث عمرو گاہے خبث زید

وین عدالت با وجود این صفات / ہست دائم برقرار و بر ثبات

بر سرش داخل نگردد لاجلیس / این عدالت ہست کوہ بوقبیس

مے نہ آید اختلال از ہیچ چیز
چون وضوئے محکم بی بی تمیز

بود در شہر ہری بیوہ زنے / کہنہ رندے حیلہ سازے پُرفنے

نام او بی بی تمیز خالدار / در نمازش بود رغبت بے شمار

با وضوئے صبح خفتن مے گزارد / نامراداں را دلی دادے مراد

کم شدے خالی دواتش از قلم / بر مراد ہر کسے مے زد رقم

در مہم سازی اوباش و رنود / دائما عونداش درگرد بود

از تہ ہر کس کہ می جستے بناز / مے شدے فی الحال مشغول نماز

ہر کہ آمد گفت بہر من کن دعا / او بجائے دست برمیداشت پا

رِجلُها مرفوعة للمائلين / یا بها مفتوحة للداخلین

گفت با او رندکے کلک نک زن / میرتے دارم دریں کار تو من

یک جنابت ہائے سینہ در پے کہ ہست
می نہ آید در وضوئے تو شکست

نیت و آداب این محکم وضو / یک رہ از روئے کرم با من بگو

ایں وضو از سنگ و روئے قائم تراست
ایں وضو بود سد اسکندر است

نان و حلوا شیخ
بہاؤ الدین آملی

ہم آنجا یازید کہ از آنجا تازید

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے متعلق جب سید نعمت اللہ علیہ الرحمت نے سنا کہ خواجہ صاحب مدینہ منوّرہ میں واصل بحق ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ " ہم آنجا یازید کہ از آنجا تازید "

(نفحات الانس)

سپند بسوز

ہیچ منما جمال شہر افروز	چوں نخواہی برد سپند بسوز
آں جمال تو چیست ہستیٔ تو	واں سپند تو چیست ہستیٔ تو

(حکیم سنائی)

شیخ سعدی اور امامی ہروی

خواجہ شمس الدین صاحب دیوان - امیر معین الدین پروانہ حاکم روم - ملک افتخار الدین کرمانی - اور ملّا نور الدین صدری نے باتفاق ایک قطعہ مرتب کر کے مجد ہمگر کے پاس بھیجا تھا جس میں امامی ہروی اور شیخ سعدی کے کلام پر محاکمہ کی درخواست کی - اس کے جواب میں مجد ہمگر نے یہ رباعی لکھ کر بھیجی -

ما گرچہ بہ نطق طوطیِ خوش نفسیم	بر شکر گفتہ ہائے سعدی مگسیم
در شیوۂ شاعری بہ اجماع امم	ہرگز من و سعدی بہ امامی نرسیم

اس رباعی میں اگرچہ ہمگر نے شیخ کو اپنے سے بہتر بتایا ہے - مگر امامی کو اپنے اور شیخ دونوں پر ترجیح دی ہے -

شیخ سعدی علیہ الرحمت نے بھی اس رباعی کے جواب میں یہ رباعی لکھی ہے -

ہر کس کہ بہ بارگاہ سامی نرسد	از بخت بد است ... بکلامی نرسد
ہرگز بہ [illegible] خود نکرد است نماز	شک نیست کہ ہرگز بامامی نرسد

حاجی لطف علی خاں نے بھی شیخ صاحب کی حمایت میں ایک قطعہ لکھا ہے -

یکے گفت - امامی ہری را	زسعدی فزوں یافتہ مجد ہمگر
دریں ماجرا چیست رائے تو گفتم	ستمگر بود مجد ہمگر ستمگر

(حیات سعدی)

دُزدانِ معانی

مُلّا ساغری اکثر شکایت کیا کرتا تھا کہ شعرائے عصر میرے اشعار کے معانی اُڑا لیتے ہیں -

مولانا جامی نے یہہ بات سنی اور فرمایا

ساغری میگفت دزدان معانی بردہ اند	ہر کجا در شعر من یک معنی خوش دیدہ اند
دیدم اکثر شعرہایش را کہ یک معنی نداشت	راست میگفت آنکہ معنی ہاش را دزدیدہ اند

مُلّا ساغری نے جب یہہ قطعہ سنا - مولانا جامی کے پاس آیا اور شکایت کی - آپ نے فرمایا - میں نے شاعر سے کہا تھا - ساغری لوگوں نے بنا لیا - (تذکرہ سنی)

صنعتِ مُربع

ان عربی اشعار کو طولاً پڑھو یا عرضاً ایک ہی عبارت ہو گی -

	۱	۲	۳	۴
۱	لیت شعری	لك علم	من سقامی	یاسفائی
۲	لك علم	من زفیری	ونحولی	وضنائی
۳	من سقامی	ونحولی	یادوائی	انت دائی
۴	یاسفائی	وضنائی	انت دائی	وجدائی

رفع اور جر

بُلیتُ بِنحوِیٍ یَصُولُ مُغاضِبًا
عَلیٰ کَزَیدٍ فی مُقابلۃِ العَمرِو
عَلیٰ جرِّ ذَیلٍ لیسَ یَرفعُ رأسَہٗ
وَھَل یَستقیمُ الرفعُ مِن عاملِ الجر

(مبتلا شدم بہ نحوی کہ حملہ می آرد بغضب برمن ہمچو حملۂ زید بر عمرو۔ بر کشیدن دامن سر برندارد و آیا راست می آید رفع بہ عمل جر)

دامن کھینچے پر وہ سر نہیں اُٹھاتا (اور یوں بھی عمل جر کہاں اور رفع کہاں)

ضَرَبَ زَیدٌ عَمرًا مشہور بات ہے۔

(جرذیل۔ دامن کشان گذشتن۔ ناز و انداز سے چلنا)

(گلستان)

مقلوب مستوی ہے

(جرّار انور سہسوانی)